www.KitaboSunnat.com

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا (الآیۃ سورۃ الحجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو

رضا خانی اشتہار پر ایک نظر

مؤلفہ: مولانا عبدالغفور اثری

اہلحدیث یوتھ فورس محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا (الآیۃ سورۃ الحجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو

FAHIM N[illegible]AB

رضاخانی اشتہار پر ایک نظر

مؤلفہ: مولانا عبدالغفور اثری

اہلحدیث یوتھ فورس محلہ وارڈکس سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتابچہ ــــــــــــ رضاخانی اشتہار پہ ایک نظر

مرتب ــــــــــــ مولانا عبدالغفور اثری

طباعت ــــــــــــ بار اوّل ۔ شعبان سنہ ۱۴۱۲ھ
فروری سنہ ۱۹۹۲ء

صفحات ــــــــــــ ۹۶

تعداد ــــــــــــ گیارہ صد (۱۱۰۰)

قیمت ــــــــــــ

مطبع ــــــــــــ زاہد بشیر پرنٹرز ۔ ہجویری پارک
ریٹی گن روڈ لاہور

کتابت ــــــــــــ عنایت بیگ

ناشر

اہلحدیث یوتھ فورس محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ

فہرست مضامین رضاخانی اشتہار پر ایک نظر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عرضِ حال	۸
۲	قادری صاحب کی پہلی دلیل پر بحث	۱۲
۳	قادری صاحب کی جہالت	"
۴	ماثبت من السنۃ کی اصل عبارت	"
۵	رضاخانی مفتی معین الدین نعیمی کا ترجمہ	۱۳
۶-۷	فائدہ جلیلہ ـــــ قادری صاحب کی بدباطنی اور بددیانتی	۱۳-۱۴
۸	سننِ کبریٰ بیہقی کی اصل عبارت	۱۴
۹	قادری صاحب کی دو بددیانتیاں	"
۱۰	مجموعۂ فتاویٰ عزیزی کی اصل عبارت	۱۵
۱۱	قادری صاحب کی بددیانتی	"
۱۲	معجم طبرانی کی جلد اور صفحہ نمبر نہ لکھنے کی وجہ	۱۶
۱۳	بیس رکعات تراویح والی روایت کا "ابراہیم بن عثمان" راوی قادری صاحب کے مشفق استاد مولوی ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی کے نزدیک بھی قابلِ حجت نہیں ہے	۱۷
۱۴	بیس رکعات تراویح والی روایت بالاتفاق محدثین عظامؒ و اکابرینِ احناف کرامؒ زبردست ضعیف اور صحیح حدیث کے خلاف ہے	۱۸
۱۵	امام ابن ہمامؒ حنفی کی شہادت	"
۱۶	امام عبداللہ بن یوسفؒ زیلعی حنفی کی شہادت	"
۱۷	امام علیؒ بن سلطان محمدؒ ہروی حنفی کی شہادت	"
۱۸	محشی بخاری مولوی احمد علیؒ حنفی سہارنپوری کی شہادت	"

۱۹	شیخ عبدالحق رح حنفی دہلوی کی شہادت	۱۹
۲۰	علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی رح کی شہادت	"
۲۱	علامہ محمد انور شاہ حنفی رح کاشمیری کی شہادت	"
۲۲	فاضل مذاہب اربعہ علامہ عبدالرحمٰن رح الجزیری مصری کی شہادت	"
۲۳	قادری صاحب کی دوسری دلیل پر بحث	۲۱
۲۴	قادری صاحب کی زبردست جہالت اور بے وقوفی	"
۲۵	امام رافعی رح کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے دیا	"
۲۶	قادری صاحب کی بد دیانتی اور بد باطنی	۲۲
۲۷	امام جلال الدین سیوطی رح کی پوری عبارت	"
۲۸	حاصل کلام	۲۳
۲۹	قادری صاحب کی تیسری دلیل پر بحث	"
۳۰	امام محمد بن یوسف، یزید بن خصیفہ سے اوثق ہے اس لیے ترجیح ان کی روایت کو ہے	۲۵
	یزید بن خصیفہ کی روایت شاذ ہے	۲۶
۳۱	قادری صاحب کی بد باطنی اور بد دیانتی	۲۷
۳۲	رضاخانیوں کے لیے لمحۂ فکریہ	۲۸
۳۳	سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں عہد فاروقی رض کے لوگوں کا عمل پیش کرنا گمراہی ہے	۲۹
۳۴	قادری صاحب کی چوتھی اور پانچویں دلیل	۳۰ تا ۳۶
۳۵	قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت	۳۰
۳۶	مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت بھی منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے	۳۱
۳۷	علماء احناف رح کا اعتراف، مرفوع کے مقابلہ میں موقوف حجت نہیں ہے	۳۲-۳۳
۳۸	قادری صاحب کا زبردست سفید جھوٹ	۳۴
۳۹	جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں	"
۴۰	قادری صاحب کے انعامی چیلنج کا جواب	۳۵

۴۱	قادری صاحب کا آثار السنن ص۲/۵۴ والا حوالہ سو فیصدی غلط ہے	۳۵
۴۲	کنز العمال والی روایت بھی منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے	″
۴۳	قادری صاحب کی بددیانتی اور بدباطنی	۳۶
۴۴	**قادری صاحب کی چھٹی اور ساتویں دلیل پر بحث**	۳۷ تا ۴۲
۴۵	جامع ترمذی اور دس ہزار روپے کا نقد انعام	۳۷
۴۶	قادری صاحب کی بددیانتی	″
۴۷	ماسٹر جی کی علمی تحقیق	۳۸
۴۸	امام ترمذیؒ نے حضرت عمرؓ و علیؓ کے زمانے میں بیس رکعات والے آثار کو ضعیف قرار دیا ہے	۳۹
۴۹	قادری صاحب کی جہالت	″
۵۰	موطا امام مالکؒ والی روایت ضعیف ہے	″
۵۱	امام عبداللہ بن یوسف زیلعی حنفی کی شہادت	۴۰
۵۲	شارح بخاری علامہ عینی حنفیؒ کی شہادت	″
۵۳	علامہ ظہیر احسنؒ نیموی حنفی کی شہادت	″
۵۴	علامہ عبدالحی، علامہ عبدالحمید حامد اور امام زرقانی کی شہادت	۴۱
۵۵	حاصل کلام ـــ رضاخانی مولوی صاحبان انصاف سے بتائیں	۴۱-۴۲
۵۷	امام مالکؒ کا اپنا عمل	۴۲
۵۸	**قادری صاحب کی آٹھویں تا گیارہویں دلیل پر بحث**	۴۳ تا ۵۰
۵۹	حضرت عثمان رضہ نے بیس رکعات تراویح نہیں پڑھیں اور	۴۳
۶۰	نہ ہی کسی شخص کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا	۴۴
۶۱	سنن کبریٰ بیہقی والا حضرت علیؓ کا اثر بھی ضعیف ہے	۴۵
۶۲	حماد بن شعیب کا ضعف	″
۶۳	عطاء بن سائب بھی مجروح اور متکلم فیہ راوی ہیں	″
۶۴	حاصل کلام	۴۶
۶۵	قادری صاحب کی جہالت	۴۷

FAHIM NISAR

۶۶	قادری صاحب کو انعامی چیلنج	۴۸
۶۷	قادری صاحب کا سفید جھوٹ	〃
۶۸	خلاصۂ مطلب	۵۰
۶۹	سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکمِ فاروقیؓ کے مقابلہ میں عطاءؒ کے زمانہ کے لوگوں کا عمل چہ معنی دارد ؟	〃
۷۰	کیا قادری صاحب باغیٔ سنّت ہیں ؟	۴۹
۷۱	قادری صاحب کی بارہویں تا انیسویں دلیل پر بحث	۵۱ تا ۵۸
۷۲	قادری صاحب کی ہٹ دھرمی اور حماقت	۵۱
۷۳	روایتِ اعمش منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے	۵۲
۷۴	قادری صاحب کی بے شرمی اور ہٹ دھرمی	۵۳
۷۵	قادری صاحب کا سفید جھوٹ اور بددیانتی	〃
۷۶	حنفی مترجمین و ناشرین کتبِ دینیہ کی تحریف اور بددیانتی	۵۴
۷۷	خلاصۂ مطلب — ابن حجر مکی ہیثمیؒ کا بے دلیل دعویٰ	۵۵
۷۹	الوفا کا بے کار حوالہ	۵۶
۸۰	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ، امام غزالیؒ ، امام نوویؒ اور علامہ عبدالوہاب شعرانی کا بے دلیل دعویٰ	۵۷
۸۱	بے دلیل دعویٰ بے کار اور مردود ہوتا ہے	〃
۸۲	قادری صاحب کو انعامی چیلنج	۵۸
۸۳	قادری صاحب کی بیسویں اور اکیسویں دلیل پر بحث	۵۸ تا ۶۱
۸۴	علامہ ابنِ عابدین شامی حنفی کا بے دلیل دعویٰ اور قادری صاحب کی ذمہ داری	۵۸
۸۵	بیس ہزار روپے نقد انعام	۵۹
۸۶	قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت	〃
۸۷	لو خود اپنے دام میں صیاد آگیا	۶۰
۸۸	قادری صاحب کی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی	۶۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۸۹	**قادری صاحب کی بائیسویں تا پچیسویں دلیل پر بحث**	۶۱ تا ۷۲
۹۰	قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت	۶۱
۹۱	کیا صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرکے اپنی مرضی سے بیس رکعات تراویح پر اجماع کر لیا ؟	۶۲
۹۲	قادری صاحب کے فتویٰ کا خلاصہ	۶۳
۹۳	کیا روایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز تراویح کے بارے میں ہے؟	۶۴
۹۴	قادری صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ	۶۵
۹۵	شرم مگر ان کو نہیں آتی	۶۶
۹۶	قادری صاحب کے ظالمانہ فتویٰ کی تردید میں کون کون آیا ؟	۶۷ تا ۶۹
۹۷	کیا تہجد کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ساقط کر دی گئی ؟	۷۰
۹۸	نماز تراویح کے بعد تہجد ثابت نہیں	//
۹۹	حنفیوں کے گھر کی شہادت	۷۲
۱۰۰	قادری صاحب کی بد دیانتی ، بد باطنی اور بزدلی	۷۳
۱۰۱	مولانا نور الحسن بھوپالویؒ کی عبارت کی وضاحت	۷۴
۱۰۲	**چھبیسویں اور ستائیسویں دلیل پر بحث**	۷۴ تا ۸۲
۱۰۳	قادری صاحب کا علامہ وحید الزمان حیدرآبادیؒ پر بہتان	۷۴
۱۰۴	المشرب الوردی کے محولہ صفحہ کا اصل فوٹو	۷۵-۷۶
۱۰۵	جھوٹے کے منہ میں .... !	۷۸
۱۰۶	قادری صاحب کے سفید جھوٹ میں مزید اضافہ	۷۹
۱۰۷	قادری صاحب کی مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے فتویٰ میں تحریف اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ	۸۱-۸۲
۱۰۸	سوال وجواب کی مکمل عبارت کا اصل فوٹو	۸۰
۱۰۹	قادری صاحب کی بے وقوفی اور گیدڑ بھبکی	۸۳
۱۱۰	قادری صاحب کا چیلنج منظور ہے	۸۵
۱۱۱	قادری صاحب کی سترہ جہالتیں، چودہ بددیانتیاں اور چھ عدد سفید جھوٹ	۸۷ تا ۹۳
۱۱۲	ماخذ کتاب	۹۳ تا ۹۶

عرضِ حال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ○

اَمَّا بَعْدُ!

واضح ہو کہ زیرِ نظر کتابچہ کے لکھنے کا سبب اور محرک یہ ہے کہ حال ہی میں بریلویوں کے مشہور مولوی محمد ضیاء اللہ صاحب قادری مدیر اعلیٰ ماہنامہ "ماہِ طیبہ" سیالکوٹ کا مرتبہ اشتہار (حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیس رکعات تراویح پڑھنے کا ثبوت) نظر سے گزرا جس میں انہوں نے بڑے تکبر اور تعلی سے

○ وہابیوں کو چیلنج کر کے ان سے مبلغ بیس ہزار روپے نقد انعام وصول کرنے کا حق محفوظ رکھنے کی دھمکی دی ہے۔

○ اشتہار میں درج کردہ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج بھی کیا ہے (جبکہ اشتہار میں مذکور دلیل نمبر۵ پر آثار السنن ص۵۷ ج۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جو کہ سولہ آنے غلط اور سو فیصدی جھوٹ ہے۔ اور دیگر کئی حوالے بھی جید حروف مجولہ کتب سے پیش کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ (کما سیأتی)

○ صرف دلیلوں کی تعداد بڑھانے کے لیے ایک ایک روایت کو کئی کئی بار نقل کر کے اپنے ضعیف الاعتقاد اور ناخواندہ حواریوں پر اپنی علمی دھاک بٹھانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جیسا کہ روایت ابن عباسؓ کو تین مرتبہ دلیل نمبر۱، نمبر۱۵ اور وہابیوں

کا چیلنج قبول ہے کے زیرِ عنوان درج کیا ہے۔ روایت سائب بن یزید کو چار مرتبہ دلیل نمبر ۳، ۸۰۰، ۲۱، ۱۰ کے تحت درج کیا۔ اور امام محمد بن عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ کے قول کو دو مرتبہ دلیل نمبر ۶، ۱۲ کے تحت درج کیا ہے۔ اور اسے حدیث باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

- محولہ بالا کتب کی عبارات کو قطع و برید کر کے پیش کیا ہے۔ اور اپنے موقف پر ایک بھی صحیح، غیر مجروح حدیث پیش نہیں کر سکے۔
- اپنے مولویوں کی کتب کی عبارات کو بھی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔
- شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری المتوفی ۱۳۶۷ھ کے فتویٰ میں یہودیانہ تحریف اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ کی ہے۔
- علامہ وحید الزمان حیدرآبادی المتوفی ۱۳۳۸ھ پر صریح بہتان باندھ کر پرلے درجے کی حماقت کی ہے۔
- امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم الرافعی المتوفی ۶۲۳ھ کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے کر اپنی جہالت اور بے شعوری کا زبردست مظاہرہ کیا ہے۔
- "وہابیوں کا چیلنج قبول ہے" کے زیرِ عنوان وہی انتہائی ضعیف روایت ابن عباس درج کی ہے۔ جبکہ مطالبہ صحیح حدیث پیش کرنے کا تھا۔
- صحیح روایتِ عائشہ صدیقہ میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات نماز کو قیام رمضان (نمازِ تراویح) قرار دینے والے حضرات (جن میں صحابہ کرام سے لے کر محدثین عظام بالخصوص امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی

۲۵۶ھ ــــ امام احمدؒ بن حسینؒ بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ ــــ امام احمدؒ بن علیؒ بن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ ــــ اور امام جلال الدین عبدالرحمنؒ بن ابوبکرؒ بن محمدؒ السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ سمیت اکابرینِ احناف کرام بالخصوص ــــ امام محمدؒ المتوفی ۱۸۹ھ ــــ امام عبداللہؒ بن یوسفؒ زیلعی حنفی المتوفی ۷۶۲ھ ــــ امام ابن ہمامؒ حنفی المتوفی ۶۸۱ھ ــــ امام محمودؒ بن احمدؒ عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ ــــ شیخ عبدالحق حنفیؒ دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ ــــ امام محمدؒ بن علیؒ نیموی حنفی المتوفی ۱۳۲۲ھ ــــ علامہ عبدالحیؒ حنفی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ اور ــــ فاضل مذاہبِ اربعہ علامہ عبدالرحمنؒ الجزیری المتوفی ۱۳۶۰ھ وغیرہم) کو سراسر آنکھوں میں دھول ڈال کر عوام کو گمراہ کرنے والے قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ○

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکرِ چمن ہے مجھے، غمِ آشیاں نہیں

اَلْحَاصِل

یہ سب کچھ کر چکنے کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو معصوم ہی تصور کرتے ہیں ؎

آلودہ میرے خون سے داماں کیے ہوئے
یوں پھر رہے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں

یہ ہیں وہ حالات و واقعات اور اسباب و محرکات جن کے پیشِ نظر مجبوراً صرف اور صرف مدافعت کے طور پر راقم نے زیرِ نظر کتابچہ "رضاخانی

شتہار پر ایک نظر" ترتیب دیا ہے۔ جس میں قادری صاحب کی بیس رکعات
اوبح پر پیش کردہ ستائیس دلیلوں کے جوابات میں واضح، ٹھوس، مسکت
ور علمی دلائل و براہین پیش کیے ہیں۔ اور بسندِ صحیح سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ین وتر سمیت گیارہ رکعات قیامِ رمضان، جس کا نفاذ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر
ن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا) کو نکھار کر پیش کر دیا ہے۔

؎ رُخِ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

قارئین و ناظرین حضرات کو بعض مقامات پر کچھ حوالے مکرر بھی نظر آئیں گے۔
نیز قادری صاحب کی پیش کردہ عبارات میں بد دیانتی، قطع و برید اور
فید جھوٹ کے رد میں کبھی کچھ لہجہ سخت بھی ہو گیا ہے۔ جو کہ قادری صاحب کی
نیافت طبع کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بامر مجبوری ایسا کیا گیا ہے۔

—— كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُلَمَاءِ ——

فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي
إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (سورۃ المؤمن ۴۴)
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ مُتَّبِعِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ آمین ۝ ثم آمین ۝

احقر الناس
عبدالغفور اثری

شعبان ۱۴۱۲ھ
فروری ۱۹۹۲ء

رضاخانی اشتہار

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعات پڑھنا ۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۲۹۴، سنن بیہقی ج۲ ص۴۹۶، ماثبت بالسنہ، معجم طبرانی، فتاوی عزیزی ص۱۱۹)

ایک نظر (۱)

قادری صاحب کی جہالت

واضح ہو کہ حوالہ بالا کتب میں عزیزی کا نام قادری صاحب نے غلط لکھا ہے جو ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ کتاب شیخ عبدالحق حنفی دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ کی تصنیف ہے اس کا نام "مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ فِیْ اَیَّامِ السَّنَۃِ" ہے۔ اور قادری صاحب اس کا نام ماثبت بالسنہ لکھتے ہیں۔

قادری صاحب کی بد باطنی اور بد دیانتی

مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ کی اصل عبارت

بریلویوں کے رئیس المتقین رئیس المحققین مولانا شیخ عبدالحق حنفی دہلوی رقمطراز ہیں:

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ اَوْتَرَ بَعْدَ مَا ثَبَتَ لٰکِنَّ الْمُحَدِّثِیْنَ قَالُوْا اِنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ وَالصَّحِیْحُ مَا رَوَتْہُ عَائِشَۃُ اَنَّہٗ صَلّٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً کَمَا ھُوَ عَادَتُہٗ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ

وَرُوِیَ اَنَّہٗ کَانَ بَعْضُ السَّلَفِ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یُصَلُّوْنَ بِاِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً قَصْدَ التَّشَبُّہِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ ذکر شہر رمضان الفصل الاول فی عدد رکعاتہا مترجم ص ۲۸۶)

رضاخانی ترجمہ

رضاخانیوں کے مشہور مفتی معین الدین حنفی نعیمی مذکورہ عبارت کا ترجمہ بایں الفاظ رقمطراز ہیں۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے، پھر اس کے بعد تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے لیکن محدثین کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دوسری روایت صحیح ہے، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نے گیارہ رکعتیں پڑھی ہیں جیسے قیام اللیل میں آپ کی عادت تھی، اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد میں بعض بزرگ گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہت ہو جائے"۔

(ما انعم علی الامۃ المعروف بہ ایام اسلام ص ۳۶۳، ۳۶۴ ۔ مطبوعہ ادارہ نعیمیہ رضویہ مقتب موزہ سواد اعظم موچی گیٹ لاہور)

فائدہ جلیلہ

ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ کی اصل عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بریلویوں کے رئیس المحدثین و شیخ المحققین مولانا عبدالحق حنفی دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ نے اپنی کتاب ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ میں حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیس رکعات والی روایت نقل کر کے محدثین کے حوالہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وتر سمیت گیارہ رکعات والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک بھی نماز تراویح بسند صحیح سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔

قادری صاحب نے بیس رکعات والی روایت تو ماثبت من السنۃ سے نقل کر دی لیکن جو ان کے رئیس المحدثین و شیخ المحققین مولانا عبد الحق حنفی دہلوی، محدثین کرامؒ کا فیصلہ نقل فرمایا ہے ہیں اس سے چشم پوشی فرما کر اپنی بد باطنی اور بد دیانتی کا زبردست مظاہرہ کیا ہے۔

آپ ہی ذرا اپنے جور و جفا کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

قادری صاحب کی دو بد دیانتیاں
سُنَن کبریٰ بیہقی کی اصل عبارت

قادری صاحب نے مذکورہ روایت پر سنن کبریٰ بیہقی کا حوالہ بھی دیا ہے سو واضح ہو کہ امام احمد بن حسینؒ بیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ) نے مذکورہ روایت بایں الفاظ نقل فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ تَفَرَّدَ بِہٖ اَبُوْشَیْبَۃَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَبْسِیُّ الْکُوْفِیُّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ۔

(السنن الکبریٰ مع الجوہر النقی ج ۲ ص ۴۹۶)

اس میں بھی قادری صاحب نے دو بددیانتیاں کر کے زبردست ڈھٹائی اور بے شرمی کا مظاہرہ کیا ہے۔

۱۔۔۔ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ کے الفاظ کو ہڑپ کر گئے ہیں۔

۲۔۔۔ تَفَرَّدَ بِہٖ اَبُوْشَیْبَۃَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَبَسِیُّ الْکُوْفِیُّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ (یعنی اس روایت میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی راوی متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے) کے الفاظ سے چشم پوشی کر کے اپنی بدباطنی اور بددیانتی کا اظہار فرمادیا ہے جو ہر طرح امانت و دیانت اور شرافت و صداقت کے سراسر خلاف ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

قادری صاحب کی بددیانتی
فتاویٰ عزیزی کی اصل عبارت

قادری صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کی بیس رکعات والی روایت پر فتاویٰ عزیزی کا حوالہ بھی دیا ہے، سو واضح ہو کہ مجموعہ فتاویٰ عزیزی کی اصل عبارت یہ ہے۔

"ودر مصنف ابن ابی شیبہ و سنن بیہقی بروایت ابن عباسؓ وارد شدہ کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّیُوْتِرُ اَمَّا بیہقی ایں روایت را تضعیف نمودہ بانکہ راوی ایں حدیث جد ابوبکر ابن ابوشیبہ است۔

(مجموعہ فتاویٰ عزیزی ص۱۲۶ ج۱ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ:۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

کی یہ روایت مذکور ہے۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بلا جماعت کے بیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے۔ (یہ ترجمہ حدیث مذکور کا ہے) امام بیہقیؒ نے اس روایت کی تضعیف کی ہے۔ اس بنا پر کہ اس حدیث کے راوی جد ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں۔ (فتاوی عزیزی اردو ص ۴۵۱، ۴۵۲)

قادری صاحب مجموعہ فتاوی عزیزی کی مذکورہ خط کشیدہ عبارت کو بھی بڑی گیارھویں شریف کا حلوہ سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں جو ان کی پرانی عادت ہے۔

معجم طبرانی کی جلد و صفحہ نمبر نہ لکھنے کی وجہ

مذکورہ روایت پر قادری صاحب نے معجم طبرانی کا حوالہ دیتے وقت جلد اور صفحہ وغیرہ نہیں لکھا صرف معجم طبرانی لکھ دیا ہے جو بالکل فضول ہے، کیونکہ امام سلیمانؒ بن احمد طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ کی ایک کتاب معجم صغیر ہے، دوسری معجم اوسط اور تیسری معجم کبیر ہے۔ قادری صاحب خوب سمجھتے ہیں کہ اگر معجم کبیر ص ۳۹۳ ج ۱۱ حدیث نمبر ۱۲۱۰۲ لکھ دیا تو پڑتال کنندہ اس کے ذیل میں وَفِیْهِ اَبُوْشَیْبَةَ اِبْرَاهِیْمُ وَهُوَ ضَعِیْفٌ (یعنی اس میں ابوشیبہ ابراہیم راوی ضعیف ہے) اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ وَقَدْ عَارَضَهٗ حَدِیْثُ عَائِشَةَ الخ۔ اس کی اسناد ضعیف ہے اور یہ حدیث عائشہؓ کے معارض بھی ہے، ضَعِیْفٌ جِدًّا لَا تَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ زبردست ضعیف ہونے کی وجہ سے حجت کے قابل نہیں ہے۔ شَدِیْدُ الضُّعْفِ "اس میں زبردست ضعف ہے" سے جلد آگاہ ہو جائے گا۔ بس یہی وجہ ہے کہ قادری صاحب نے مذکورہ کتاب کی جلد اور صفحہ نمبر نہیں لکھا۔

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مُصَنَّف ابن ابی شیبہ کے حوالہ پر بحث

گھر کی شہادت

حدیثِ حضرت ابن عباسؓ پر قادری صاحب نے مُصَنَّف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس روایت کی سند اس طرح ہے:۔ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ اَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَکَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ ...... الخ۔

اس سند میں ابراہیم بن عثمان راوی ہے جس پر ساری روایت کا دار و مدار ہے جو زبردست ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق قادری صاحب کے مشفق استاد، بریلویوں کے مشہور مصنف کتب کثیرہ مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:۔

قَالَ اَحْمَدُ وَیَحْیٰی وَاَبُوْدَاوُدَ ضَعِیْفٌ، احمدؒ اور یحییٰؒ اور ابوداؤدؒ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

وَقَالَ یَحْیٰی اَیْضًا لَیْسَ بِثِقَةٍ، یحییٰؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

وَقَالَ الْبُخَارِیُّ سَکَتُوْا عَنْهُ، اور بخاریؒ نے کہا ہے کہ محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے۔ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ، اور ترمذیؒ نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے

وَقَالَ النَّسَائِیُّ وَالدَّوْلَابِیُّ مَتْرُوْکُ الْحَدِیْثِ، اور نسائیؒ اور دولابیؒ نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔ وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ سَکَتُوْا عَنْهُ وَتَرَکُوْا حَدِیْثَهٗ، اور ابو حاتمؒ نے کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے محدثین نے اس سے سکوت کیا، اور اس کی حدیث کو چھوڑ دیا۔ وَقَالَ الْجُوْزَجَانِیُّ سَاقِطٌ، اور جوزجانیؒ نے کہا کہ وہ ساقط ہے۔ وَقَالَ صَالِحُ جَزَرَةُ ضَعِیْفٌ لَا یُکْتَبُ حَدِیْثُهٗ، اور صالح جزرہؒ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے اس کی حدیث

نہ لکھی جائے۔ رَوٰی عَنِ الْحَکَمِ اَحَادِیْثَ مَنَاکِیْرَ: اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔

وَقَالَ اَبُوْ عَلِیِّ النَّیْسَابُوْرِیُّ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ، اور ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ وہ قوی نہیں۔

وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِیُّ کَتَبْتُ اِلٰی شُعْبَۃَ وَهُوَ بِبَغْدَادَ اَسْاَلُہٗ عَنْ اَبِیْ شَیْبَۃَ الْقَاضِیْ اَرْوِیْ عَنْہُ فَکَتَبَ اِلَیَّ لَا تَرْوِ عَنْہُ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مَذْمُوْمٌ۔ اور معاذ بن معاذ عنبری نے کہا کہ میں نے بغداد میں شعبہ کی طرف لکھ کر یہ پوچھا کہ میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان سے روایت کروں تو انہوں نے مجھے لکھا کہ اس سے روایت مت کرو، کہ وہ ایک برا شخص ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ کَانَ ضَعِیْفًا فِی الْحَدِیْثِ، اور ابن سعد اسے حدیث میں ضعیف کہتے ہیں۔

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ ضَعِیْفٌ، اور دار قطنی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

(اور عبداللہ بن مبارک نے کہا اسے پھینک دو۔ ابو طالب نے احمد سے روایت کیا ہے، کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد اول ص ۱۴۴ تا ۱۴۵ بحوالہ ختم نبوت کا بیان ایڈیشن چہارم ص ۱۰۱ تا ۱۰۳)

بیس رکعات نماز تراویح والی روایت بالاتفاق ضعیف ہے

ائمہ محدثین عظام کے علاوہ حنفیوں کے مشہور امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن ہمام حنفی (المتوفی سنہ ۶۸۱ھ) ـــــ علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی حنفی (المتوفی سنہ ۷۶۲ھ) ـــــ ملا علی قاری حنفی (المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ) ـــــ محشی بخاری مولانا احمد علی حنفی سہارنپوری (المتوفی سنہ ۱۲۹۷ھ) وغیرہم، حضرت ابن عباس کی بیس رکعات نماز تراویح والی روایت کے بارے میں متفقہ طور پر فرماتے ہیں:

مَا رَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ

رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ فَضَعِيْفٌ بِاَبِيْ شَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْاِمَامِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ مَعَ مُخَالَفَتِهٖ لِلصَّحِيْحِ.... فَتَحَصَّلَ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ اَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ فَعَلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ مع الکفایہ ص ۳۳۴ ج ۱ واللفظ لہ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ص ۱۵۳ ج ۲،
مرقاۃ المفاتیح ص ۱۹۴ ج ۳، بخاری ص ۱۵۴ ج ۱ ـــ)

"یعنی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، اور طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں وتر کے سوا بیس رکعات پڑھی ہیں۔ سو یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی ابوشیبہ، ابراہیم بن عثمان جو امام ابوبکر بن ابی شیبہ کا دادا ہے، اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اس کے علاوہ یہ ضعیف روایت صحیح حدیث جس میں وتر سمیت گیارہ رکعات کا ذکر ہے، کے مخالف بھی ہے۔.......

پس اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ بلاشبہ قیام رمضان (نماز تراویح) باجماعت وتر سمیت گیارہ رکعت ہی سنت ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا"

اس کے علاوہ شیخ عبدالحق دہلوی حنفی (المتوفی ۱۰۵۲ھ)، علامہ عبدالحی حنفی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ) اور حنبلی مذاہب اربعہ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری مصری (المتوفی ۱۳۶۰ھ) وغیرہم بھی اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ زبردست ضعیف ہے، اور صحیح حدیث جس میں وتر سمیت گیارہ رکعات کا ذکر ہے، کے بھی خلاف ہے۔ (ماثبت من السنۃ مترجم ص ۲۸۶، التعلیق الممجد ص ۱۴۲ ـــ، العرف الشذی ص ۳۰۹، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۵۴۳ ـــ)

حاصلِ کلام

سطورِ بالا میں یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے کہ مولوی محمد ضیاء اللہ قادری صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیس رکعات نمازِ تراویح والی انتہائی ضعیف اور ناقابلِ عمل روایت کا ضعف چھپانے کے لیئے پانچ زبردست بددیانتیاں کر کے ناواقف عوام کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جب بریلویوں کے مشہور مناظر، ممتاز عالمِ دین، مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ماہِ طیبہ سیالکوٹ کا یہ حال ہے تو پھر ان کے دوسرے علماء کا اللہ حافظ۔

سچ ہے۔

ع گرو جنہاں دے ٹپنے اُتے چیلے جان چھڑپ

○

رضاخانی اشتہار

۱۰۔ امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے تخریج احادیث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو اس میں انہوں نے امام رافعی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔ اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً لَیْلَتَیْنِ یعنی بے شک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے لوگوں کو دو راتوں میں بیس بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔ (مصابیح للسیوطی)

ان حدیثوں سے صریحاً سنتِ مطہرہ بیس رکعات تراویح پڑھنا ہی ثابت ہے۔

ایک نظر (۲)

قادری صاحب کی جہالت اور بے وقوفی

خط کشیدہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ قادری صاحب نے امام ابوالقاسم عبدالکریمؒ بن محمد بن عبدالکریمؒ الرافعی (المتوفی ۶۲۳ھ) کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے کر اپنی جہالت اور بے وقوفی کا جو زبردست مظاہرہ کیا ہے اس پر انہیں نوبل پرائز ملنا چاہیے۔

قادری صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ "امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے تخریج احادیثِ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو اس میں انہوں نے امام رافعی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔۔۔۔۔الخ۔ اور پھر آخر پہ لکھتے ہیں کہ: ان حدیثوں سے صریحاً سنتِ مطہرہ بیس رکعات تراویح پڑھنا ہی ثابت ہے۔

یہ کس قدر جہالت اور بے وقوفی ہے کہ امام رافعیؒ کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے رہے ہیں۔ یہ ہے قادری صاحب کا مَبلغ علم۔

ع جس کی بہار یہ ہو سو اس کی خزاں نہ پوچھ

قادری صاحب کی بددیانتی اور بدباطنی

اس کے علاوہ قادری صاحب نے المصابیح کی اگلی عبارت سے چشم پوشی کر کے اپنی بددیانتی اور بدباطنی کا زبردست اظہار بھی فرما دیا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ بن محمدؒ السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں۔

قَالَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ: وَاَمَّا الْعَدَدُ فَرَوَی ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ صَلّٰی بِھِمْ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ فَھٰذَا اَبْیَنُ لِمَا ذَکَرَہُ الرَّافِعِیُّ، قَالَ نَعَمْ ذِکْرُ الْعِشْرِیْنَ وَرَدَ فِیْ حَدِیْثٍ اٰخَرَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ وَزَادَ سَلِیْمُ الرَّازِیُّ فِیْ کِتَابِ التَّرْغِیْبِ، وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ قَالَ الْبَیْھَقِیُّ تَفَرَّدَ بِہٖ اَبُوْشَیْبَۃَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ وَھُوَ ضَعِیْفٌ۔

یعنی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا کہ تعداد رکعات تراویح کا بیان امام ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں کیا ہے جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لوگوں کو آٹھ رکعات پھر وتر پڑھے۔ یہ صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رافعی کے قول کے مخالف ہے۔ ہاں بیس رکعات کا ذکر ایک دوسری روایت میں ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعات اور وتر، علامہ سلیم رازیؒ کی کتاب الترغیب میں

اتنا اور زیادہ ہے کہ وتر تین پڑھتے تھے۔ بیہقی نے کہا اس کا اکیلا راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان راوی ہے، اور وہ ضعیف ہے۔

امام سیوطیؒ آگے فرماتے ہیں۔

فَالحَاصِلُ اَنَّ العِشرِینَ رَکعَۃً لَم تَثبُت مِن فِعلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَمَا نَقَلَہٗ عَن صَحِیحِ ابنِ حِبَّانَ غَایَۃٌ فِی مَا ذَھَبنَا اِلَیہِ مِن تَمَسُّکِنَا بِمَا فِی البُخَارِیِ عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا اَنَّہٗ کَانَ لَا یَزِیدُ فِی رَمَضَانَ وَلَا فِی غَیرِہٖ عَلٰی اِحدٰی عَشرَۃَ رَکعَۃً فَاِنَّہٗ مُوَافِقٌ لَہٗ مِن حَدِیثِ اَنَّہٗ صَلَّی التَّرَاوِیحَ ثَمَانِیًا ثُمَّ اَوتَرَ بِثَلٰثٍ فَتِلکَ اِحدٰی عَشرَۃَ رَکعَۃً۔

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ بیس رکعات کا پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں ہے اور جو کچھ آٹھ رکعات اور تین وتر صحیح ابن حبان سے حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے۔ وہ ہماری تحقیق کی اعلیٰ درجے کی انتہائی دلیل ہے جس کی صحیح بخاری کی حدیث بھی مؤید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کرتے تھے۔ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے۔ پس بلاشبہ حضرت جابرؓ والی روایت موافق ہوئی حضرت عائشہؓ کی روایت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات پڑھائیں اور پھر تین وتر پڑھائے، سو یہ گیارہ رکعات ہو گئیں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۴۹، المصابیح فی صلوٰۃ التراویح مترجم ص ۱۰، ۱۱)

حاصلِ کلام

امام جلال الدین سیوطی رحؒ کے مذکورہ حوالہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے، کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بیس رکعات والی روایت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔ اور وہ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ نیز حافظ صاحبؒ امام رافعیؒ کے قول کو صحیح حدیث کے مخالف گردان کر اس کا رد فرما رہے ہیں۔ اور قادری صاحب الٹا امام رافعیؒ (المتوفی سنہ ۶۲۳ھ) کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے کر اسے صحیح حدیث کے خلاف اپنی دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر جہالت اور بے وقوفی یا پھر زبردست ہٹ دھرمی اور کیا ہو سکتی ہے؟

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

رضاخانی اشتہار

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت
۳۔ بہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ (صحابی رسول) نے فرمایا ہے کہ کانوا یقومون علیٰ عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ۔ یعنی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ماہِ رمضان شریف میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔
(بیہقی سنن کبریٰ جلد ۲ ص ۴۹۶ فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۱۲۲، مصابیح ص ۳)

ایک نظر (۳)

یزید بن خصیفہؒ کی روایت پر بحث

قادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس مصابیح ص ۳ سے انہوں نے یزیدؒ بن

خصیفہ کی) مذکورہ روایت نقل کی ہے، اسی المصابیح فی صلوٰۃ التراویح مترجم ص ۱۲، ۱۳ پر سنن سعیدؒ بن منصورؒ کے حوالے سے یہ روایت بھی بسندِ صحیح مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً - الحدیث

یعنی محمدؒ بن یوسفؒ نے سائبؓ بن یزید سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کے ساتھ قیام کیا کرتے تھے۔

فائدہ جلیلہ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سائبؓ بن یزید سے محمدؒ بن یوسفؒ گیارہ رکعات روایت کرتے ہیں، اور یزیدؒ بن خصیفہؒ، سائبؓ بن یزید سے بیس رکعات روایت کرتے ہیں۔ (جیسا کہ قادری صاحب نے المصابیح اور سنن کبریٰ بیہقی کے حوالہ سے پیش کیا ہے) سو ان دونوں (یعنی محمدؒ بن یوسفؒ اور یزیدؒ بن خصیفہؒ) کا بیان ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ اس میں ترجیح محمدؒ بن یوسفؒ کی روایت کو ہے۔ اس لیے کہ وہ یزیدؒ بن خصیفہؒ سے اوثق ہے۔ دیکھیے! محمدؒ بن یوسفؒ کو ثِقَةٌ ثَبْتٌ کہا گیا ہے۔

(تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۲۱ نمبر ۸۴۳)

جبکہ یزیدؒ بن خصیفہؒ کو بعض نے اگرچہ ثقہ کہا ہے، لیکن امام احمدؒ بن حنبلؒ نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔

وَقَالَ الْاٰجُرِیْ عَنْ اَبِیْ دَاؤدَ قَالَ اَحْمَدُ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ

(میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۴۳۰ نمبر ۹۷۱۵، تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۰ نمبر ۶۵۳)

پس ایسے راوی کی روایت کو اس وقت رد کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنے سے احفظ راوی کی مخالفت کرے۔ اصولِ حدیث کی رو سے اس اثر کو شاذ کہا جائے گا۔

قادری صاحب کی بددیانتی

مذکورہ روایت کو نقل کرنے میں قادری صاحب نے بڑی زبردست بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے جن الفاظ سے ان کے اپنے عمل کی نفی ہوتی تھی، وہ الفاظ ہڑپ کر گئے ہیں۔ لیجئے! ذیل میں پہلے ہم مذکورہ روایت بسندِ بقیدِ حروف نقل کرتے ہیں تاکہ حقیقتِ حال ظاہر ہو جائے۔

(وَقَدْ اَخْبَرَنَا) اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ فَنْجُوَیْهِ الدِّیْنَوَرِیُّ بِالدَّامَغَانِ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ السُّنِّیُّ اَنْبَاَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْبَغَوِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنْبَاَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ۔

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً، قَالَ وَکَانُوْا یَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِیْنَ وَکَانُوْا یَتَوَکَّئُوْنَ عَلٰی عِصِیِّهِمْ فِیْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِیَامِ۔

(سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان)

لہ:- اس راوی کے متعلق فنِ رجال کے ماہر امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں۔

یعنی سائبؓ بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں لوگ ماہِ رمضان میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں تو اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ لوگ تھک کر لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اور وہ سو سو آیتوں والی سورتیں پڑھتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذکورہ روایت میں جہاں لوگوں کے بیس رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، وہیں ان بیس رکعات کے پڑھنے کی کیفیت کا بھی بیان ہے۔ قادری صاحب مذکورہ روایت کے خط کشیدہ الفاظ کو اس لیے ہڑپ کر گئے ہیں کہ مقلدین احناف بالخصوص بریلوی رضاخانی حضرات بیس رکعات پر تو عامل ہیں، مگر اس کی کیفیت پر عامل نہیں، جو روایت میں مذکور ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ؕ (الآیۃ سورۃ البقرہ ۸۵)

قادری صاحب کی بدباطنی

قادری صاحب نے سنن کبریٰ بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان سے سائبؓ بن یزیدؓ کی جو مجروح روایت

قَالَ شِيْرَوَيْهِ فِيْ تَارِيْخِهِ، كَانَ ثِقَةً صَدُوْقًا كَثِيْرَ الرِّوَايَةِ لِلْمَنَاكِيْرِ حَسَنَ الْخَطِّ كَثِيْرَ التَّصَانِيْفِ الخ (سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۳ ج ۱۰)

یعنی علامہ شیرویہ رحمہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابن فنجویہ دینوری ثقہ، صدوق، منکر روایات کو کثرت سے بیان کرنے والے خوش نویس اور تصانیف کثیرہ کے مصنف تھے الخ

اس لحاظ سے بھی یہ اثر کمزور ثابت ہوا۔

پیش کی ہے اس میں بیس رکعات پڑھنے کا نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور نہ ہی خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنا فعل اور نہ ہی حکم ہے بلکہ صرف لوگوں کا اپنا ذاتی عمل بتایا گیا ہے جبکہ اسی کتاب کے مذکورہ باب اور صفحہ پر بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ نیز خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم بھی مذکور ہے۔ جس سے قادری صاحب نے چشم پوشی فرما کر اپنی ڈھٹائی اور بد باطنی کا زبردست مظاہرہ کیا ہے۔ تو کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں لوگ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور خلیفۃ المسلمین کے حکم کے باغی تھے؟

رضاخانیوں کے لیے لمحۂ فکریہ

قادری سمیت دنیا بھر کے تمام بریلوی رضاخانی حضرات کو جان لینا چاہیے کہ رسول اللہ

ملاحظہ فرمائیں:- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَیْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِ رَمَضَانَ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً الحدیث

یعنی ابو سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان میں اور غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِیْمَ نِ الدَّارِیَّ اَنْ یَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً الحدیث

یعنی حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے، بلاشبہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات کے ساتھ قیام کرائیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ (جس کا نفاذ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رض نے کیا) کے مقابلہ میں عہد فاروقی کے لوگوں کا اپنا ذاتی عمل پیش کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے۔

جیسا کہ رضا خانیوں کے مشہور امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی حنفی (المتوفی ۳۲۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب "شرح معانی الآثار باب من احرم بحجۃ فطاف لہا قبل ان یقف بعرفۃ" مترجم ص ۲۷۰ ج ۲ میں لکھا ہے:-

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِهٰذَا ضَلَلْتُمْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُوْنِيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ الحدیث

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رض نے فرمایا کہ تم اس وجہ سے گمراہ ہو گئے ہو کہ میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (سنت) پیش کرتا ہوں اور تم (میرے سامنے سنت کے مقابلہ میں) ابو بکر و عمر رض کی بات کرتے ہو۔

نیز اماں عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں :-

فَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تُؤْخَذَ بِهَا مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ - الحدیث (شرح معانی الآثار مترجم ص ۳۲۳ ج ۲)

یعنی سنت عمر رض (جبکہ بسند صحیح ثابت ہو جائے) کی نسبت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اخذ کرنا زیادہ حق رکھتا ہے۔

خلاصہ

یہ ہے کہ حنفیوں کے امام طحاوی کی پیش کردہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں سنت ابو بکر صدیق رض و عمر فاروق رض (جبکہ بسند صحیح ثابت ہو جائے جو کہ ناممکن ہے) کو پیش کرنا بھی گمراہی ہے۔ چہ جائیکہ کہ سنت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ کے لوگوں کا عمل پیش کیا جائے۔

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ

بیاباں خضر میں پھرتے ہیں ہزاروں راہزن
منزل پہ پہنچنا ہے تو پہچان پیدا کر

رضاخانی اشتہار

> ۴۔ امام وکیع علیہ الرحمۃ نے خبر دی کہ انہوں نے سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّصَلِّیَ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً یعنی بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (ابی بن کعب) کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا۔
>
> (مصنف ابن ابی شیبہ) فتاوی محمد بن عبدالوہاب نجدی ص۳۶

ایک نظر (۴)

قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت

قادری صاحب کی پیش کردہ روایت کی مذکورہ سند پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قادری صاحب فرما رہے ہیں کہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کو وکیع نے خبر دی، وکیع رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے سنا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ (بغیر کسی واسطہ کے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے کی بات کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

سو واضح ہو کہ حضرت عمر فاروقؓ بلاشک و شبہ ماہ ذی الحجہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے، اور حضرت امام مالکؒ تبع تابعین میں سے ہیں، ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ (الکمال فی اسماء الرجال)

یعنی امام مالکؒ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت سے تقریباً بہتر برس بعد پیدا ہوئے ہیں گویا کہ حضرت امام مالکؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ یہ ہے قادری صاحب کا مبلغ علم۔ قادری صاحب کو ان کی اس کم عقلی اور جہالت پر نوبل پرائز ملنا چاہیے۔

؎ جس کی بہار یہ ہو سو اس کی خزاں نہ پوچھ

معلوم ہوتا ہے کہ قادری صاحب نے مذکورہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ سے دیکھ کر نہیں لکھی، ویسے کسی رسالے سے دیکھ کر مکھی پہ مکھی مار دی ہے۔ اگر اصل کتاب سے دیکھ کر لکھتے تو کبھی بھی کم عقلی اور جہالت کا یہ تمغہ حاصل نہ کرتے۔

اصل حقیقت یہ ہے

کہ قادری صاحب کی نقل کردہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج ۲ ص ۳۹۳ پر بسند بایں الفاظ مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

سو واضح رہے کہ پھر بھی یہ موقوف روایت منقطع السند ہونے کی وجہ سے بھی ضعیف ہے اس لیے کہ یحییٰ بن سعیدؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

چنانچہ خاتمۃ الحفاظ امام احمد بن علیؒ بن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) رقمطراز ہیں۔

يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ مِنَ الْخَامِسَةِ مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ (وَمِائَةٍ) أَوْ بَعْدَهَا (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۸ نمبر ۷۷)

اَلْخَامِسَةُ الطَّبَقَةُ الصُّغْرٰی مِنْهُمُ الَّذِیْنَ رَأَوُا الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَیْنِ وَلَمْ یَثْبُتْ لِبَعْضِهِمُ السَّمَاعُ مِنَ الصَّحَابَةِ كَالْاَعْمَشِ (مقدمہ تقریب ص۵)

خلاصہ یہ ہے کہ یحیٰی بن سعید انصاری مدنی پانچویں طبقہ کے راوی ہیں، ۱۴۴ھ میں یا اس کے بعد فوت ہوئے ہیں، پانچواں طبقہ تابعین کا صغریٰ طبقہ ہے۔ جس نے صرف ایک دو صحابہؓ کو دیکھا ہے (ان میں سے بھی) بعض کا تو صحابہؓ سے سماع ثابت نہیں ہے جیسے اعمش وغیرہ (چہ جائیکہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ پایا ہو۔

اسی لیئے حنفیوں کے مشہور علامہ ظہیر احسن حنفی نیموی فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ لٰكِنَّ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدِ الْاَنْصَارِیَّ لَمْ یُدْرِكْ عُمَرَ

(التعلیق الحسن ص۲۵۳ نمبر ۲۸۵)

یعنی اس اثر کے رجال تو ثقہ ہیں، لیکن یحیٰی بن سعید انصاری نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

حاصل کلام

مذکورہ موقوف روایت منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، اگر یہ موقوف روایت منقطع السند نہ بھی ہوتی (جو کہ ناممکن ہے) تو تب بھی مفید نہ تھی۔ کیونکہ مرفوع کے مقابلہ میں موقوف کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ قادری صاحب کی دلیل نمبر ۳ کے رد میں مفصل گزر چکا ہے۔

مزید ملاحظہ فرمائیں:۔ حنفیوں کے مشہور امام سید شریف علی حنفی جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ) فرماتے ہیں:۔

اَلْمَوْقُوْفُ: وَهُوَ مُطْلَقًا مَا رُوِیَ عَنِ الصَّحَابِیِّ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ

مُتَّصِلاً کَانَ اَوْ مُنْقَطِعًا وَھُوَ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ عَلَی الْاَصَحِّ۔

(رسالہ اصول حدیث مطبوعہ مع الترمذی ص ۳)

یعنی موقوف، صحابیؓ کے قول اور فعل کا نام ہے۔ وہ متصل ہو یا منقطع سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حجت نہیں ہے۔

حنفیوں کے مشہور امام کمال الدین محمدؒ بن عبدالواحدؒ المعروف ابن ہمام حنفی المتوفی سنہ ۸۶۱ھ اور ملا علی قاری حنفیؒ المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:-

قَوْلُ الصَّحَابِیِّ حُجَّۃٌ عِنْدَنَا اِذَا لَمْ یَنْفِہٖ شَیْئٌ اٰخَرُ مِنَ السُّنَّۃِ۔

(فتح القدیر ص ۲۶۳ ج ۲ و مرقات ص ۲۴۳ ج ۲ واللفظ لہ)

یعنی صحابیؓ کا قول ہمارے نزدیک قابلِ حجت ہے بشرطیکہ سنّت کے منافی نہ ہو۔

رضاخانی اشتہار

۵۔ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم فرمایا کہ عام لوگ جو دن کو روزہ دار ہوتے ہیں، وہ رات کو اچھی طرح قرآن پاک پڑھنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لئے کیا ہی اچھا ہو کہ تم رات کے وقت ان کو قرآن پاک سنا دیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین یہ کام (باجماعت تراویح پڑھنے کا اہتمام) پہلے سے نہیں تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے لیکن یہ کام بہت اچھا ہے۔ فَصَلّٰی بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً پس حضرت ابی بن کعب صحابی رسول نے ان کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔ (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۸۴، آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۵۴)

ایک نظر (۵)

قادری صاحب کا سفید جھوٹ

واضح ہو کہ مذکورہ روایت آثار السنن (جس کے مؤلف حنفیوں کے مشہور علامہ اجل محدث اکمل محمد بن علی نیموی المتوفی ۱۳۲۲ھ ہیں) میں ہرگز نہیں ہے۔ یہ قادری صاحب کا زبردست سفید جھوٹ ہے۔

قادری صاحب نے اپنی کتاب "مرزا قادیانی کی حقیقت" کے ص۱۶ پر اپنے پیر بھائی مرزا غلام احمد حنفی قادیانی کی کتاب "حقیقت الوحی" ص۲۰۶ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے" اور ص۱۷ پر بحوالہ حاشیہ نمبر ۳، اربعین ص۲۴ لکھا ہے کہ "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں" ہم نے قادری صاحب کا سفید جھوٹ ظاہر کر دیا ہے اب وہ سوچ سمجھ کر خود ہی جو چاہیں پسند فرمالیں۔

؎ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

قادری صاحب کے انعامی چیلنج کا جواب

قادری صاحب نے اپنے اشتہار کے کالم ۳ میں جلی قلم سے لفظ "انعام" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ "اشتہار میں درج کردہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ، ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ سو واضح ہو کہ ہم نے قادری صاحب کا تحریر کردہ آثار السنن ج۲ ص۵۵ کا حوالہ غلط ثابت کر دیا ہے۔ اب قادری صاحب کو چاہیئے یا تو مذکورہ روایت آثار السنن ج۲ ص۵۵ سے دکھائیں، یا پھر ایک ہزار روپیہ نقد انعام ادا کریں۔

لیکن یہ دونوں باتیں ان کی پرانی عادت کے زبردست خلاف ہیں، نہ تو وہ مذکورہ روایت آثار السنن ج۲ ص۵۵ سے دکھانے کی جرأت رکھتے ہیں، اور نہ ہی ایک ہزار روپیہ نقد انعام دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ

ع یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دراصل

یہ روایت آثار السنن کے حاشیہ "التعلیق الحسن" (جس کے مؤلف مولوی ظہیر احسن حنفی نیموی ہیں) کے ص۲۵۵ نمبر ۲۹۱ میں کنز العمال کے حوالہ سے مذکور ہے کہ امام ابن منیعؒ، اُبی بن کعب رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ الخ

اس میں بھی قادری صاحب نے زبردست بد دیانتی کر کے امام ابن منیعؒ کا نام حذف کر دیا ہے (حالانکہ کنز العمال ج۴ ص۲۸۳ اور التعلیق الحسن ص۲۹۱ میں امام ابن منیعؒ کا نام روز روشن کی طرح عیاں ہے) جو ہر طرح امانت و دیانت اور صداقت و شرافت کے سراسر خلاف ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام احمدؒ بن منیعؒ بن عبد الرحمنؒ البغوی کی پیدائش سنہ ۱۶۰ھ اور وفات سنہ ۲۴۴ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ج۱ ص۸۴)

جبکہ حضرت ابی بن کعبؓ سنہ ۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ (الکمال فی اسماء الرجال)

یعنی کہ امام ابن منیعؒ حضرت ابی بن کعبؓ کی وفات کے ۱۴۱ برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔

درمیان میں کئی واسطے گمے ہوئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابن منیعؒ نے حضرت ابی بن کعبؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

الحاصل

یہ موقوف روایت بھی منقطع السند ہونے کی وجہ سے زبردست ضعیف ہے۔ جبکہ کنز العمال ج۴ ص۲۸۳ کتاب الصلوٰۃ من قسم الافعال، باب صلوٰۃ التراویح میں ہی بسند صحیح بحوالہ موطا اور طحاوی وغیرہا، یہ روایت بھی مذکور ہے کہ حضرت سائبؓ بن یزیدؒ نے کہا

کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں گیارہ رکعات کے ساتھ قیام کرائیں۔

جس سے قادری صاحب نے چشم پوشی فرما کر اپنی بدباطنی اور ڈھٹائی کا زبردست مظاہرہ کیا ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

رضاخانی اشتہار

> ۶۔ عن علی و عمر و غیرہما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ یعنی حضرت علی و عمر اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیس رکعات تراویح پڑھنا مروی ہے۔ (ترمذی شریف ص۹۹، ج۱)

ایک نظر (۶)

جامع ترمذی شریف اور دس ہزار روپے نقد انعام

مذکورہ عبارت سے قادری صاحب ناواقف عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضرت علیؓ و عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ بیس رکعات نماز تراویح پڑھا کرتے تھے۔ سو واضح ہو کہ قادری صاحب میں اگر ہمت اور جرأت ہے تو جامع ترمذی شریف سے بسند صحیح دکھادیں کہ حضرت عمرؓ و علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ بیس رکعات نماز تراویح پڑھا کرتے تھے۔ تو ہم انہیں ایک عدد جامع ترمذی شریف اور مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام دینے کو تیار ہیں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

قادری صاحب کی بددیانتی

باقی مذکورہ عبارت نقل کرنے میں قادری صاحب نے بڑی زبردست بددیانتی کی ہے۔ عبارت کا پہلا اور پچھلا حصہ قصداً نقل نہیں کیا۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیں:-

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:-

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدٰى وَأَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ

عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِّ ..... الخ

یعنی علماء کا قیام رمضان میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک وتر سمیت اکتالیس رکعت ہیں۔ یہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ اور اسی پر مدینہ والوں کا عمل ہے اور اکثر علماء کا عمل اس پر ہے جو حضرت علیؓ و عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ یعنی بیس رکعات۔ سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اور شافعیؒ کا یہی قول ہے.... الخ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذکورہ عبارت کوئی حدیث نہیں ہے کہ جسے امام ترمذیؒ بسند روایت فرما رہے ہیں۔ بلکہ یہ امام ترمذیؒ کا قول ہے۔ وہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف بیان فرما رہے ہیں کہ بعض علماء وتر سمیت اکتالیس رکعات کے قائل ہیں۔ اور اکثر علماء جن میں سفیانؒ ثوری، ابن مبارکؒ اور شافعیؒ شامل ہیں۔ اس پر عامل ہیں جو علیؓ و عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ یعنی بیس رکعات۔

مَا رُوِیَ کی علمی تحقیق

واضح ہو کہ امام ترمذیؒ کے قول میں "مَا رُوِیَ" صیغہ مجہول وارد ہوا ہے جو محققین کے نزدیک عدم جزم پر دلالت کرتا ہے جس سے اس کی تضعیف واضح ہے۔

جیسا کہ امام یحیٰی بن شرف نوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:۔

محققین علماء کا قول ہے کہ اگر حدیث ضعیف ہو تو اس میں قَالَ، فَعَلَ، اَمَرَ، نَھٰی جزم کے صیغے استعمال نہیں ہوتے، بلکہ رُوِیَ، نُقِلَ، حُکِیَ، بَلَغَنَا، یُقَالُ، یُذْکَرُ، یُحْکٰی، یُرْوٰی، یُرْفَعُ، یُعْزٰی، تمریض کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ (المجموع شرح المہذب ج ۱ ص ۶۳)

گویا کہ امام ترمذیؒ نے بیس رکعات والی روایت کی طرف "مَا رُوِیَ" صیغہ مجہول کے ساتھ اشارہ فرما کر بڑے محققانہ انداز میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جسے سمجھنے سے قادری صاحب قاصر ہیں۔ نیز وہ امام ترمذیؒ کے اس قول کو حدیث صحیح سمجھ بیٹھے ہیں۔

رضاخانی اشتہار

۷۔ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے استاذ سیدنا یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً یعنی لوگ (صحابہ اور تابعین) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف میں تئیس رکعات (تراویح مع الوتر) پڑھتے تھے۔ (موطا شریف صـ ۱۰۵، فتاوی عزیزی ج ۱ صـ ۱۲۰)

ایک نظر (۷)

۔۔ قادری صاحب نے امام مالکؒ اور یزیدؒ بن رومانؒ (دونوں) کے اسماء گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھ کر اپنی جہالت ظاہر فرما دی ہے۔ کیونکہ اس طرح صحابیؓ اور غیر صحابی میں فرق کرنا (بالخصوص عوام کے لیے) بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ موقوف روایت منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس لیے کہ یزیدؒ بن رومانؒ جو اس روایت کے راوی ہیں، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ چنانچہ خاتمۃ الحفاظ امام احمد بن علیؒ بن حجر العسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:۔

"یہ پانچویں طبقے کا راوی ہے۔ اور سنہ ۱۳۰ھ میں فوت ہوا۔"

(تقریب التہذیب ج ۲ صـ ۳۶۴ نمبر ۲۴۹، تہذیب التہذیب ج ۱۱ صـ ۳۲۵ نمبر ۶۲۵)

مزید فرماتے ہیں۔ اَلْخَامِسَۃُ الطَّبَقَۃُ الصُّغْرٰی مِنْھُمُ الَّذِیْنَ رَأَوُا الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَیْنِ وَلَمْ یَثْبُتْ لِبَعْضِھِمُ السَّمَاعُ مِنَ الصَّحَابَۃِ کَالْاَعْمَشِ۔

یعنی پانچواں طبقہ تابعین کا صغری طبقہ ہے۔ جس نے صرف ایک دو صحابی کو دیکھا ہے۔ اور ان میں سے بعض کا تو صحابہ کرامؓ سے سماع بھی ثابت نہیں، جیسے اعمش وغیرہ۔ چہ جائیکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا ہو۔

گھر کی شہادت

چنانچہ حنفیوں کے مشہور علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی حنفی المتوفی ۷۶۲ھ اور شارح بخاری امام محمود بن احمد عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں۔

وَیَزِیْدُ (بْنُ رُوْمَانَ) لَمْ یُدْرِکْ عُمَرَ فَیَکُوْنُ مُنْقَطِعاً۔

(نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ج ۲ ص ۱۵۴، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۴۱ واللفظ لہ)

یعنی یزید بن رومان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔

- اس کے علاوہ حنفیوں کے علامہ ظہیر احسن نیموی فرماتے ہیں۔

قُلْتُ، یَزِیْدُ بْنُ رُوْمَانَ لَمْ یُدْرِکْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(التعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۲۵۳ نمبر ۷۸۴)

- علامہ عبدالعلی، عبدالحمید حامد، امام بیہقی کی مشہور کتاب الجامع لشعب الایمان ج ۶ ص ۲۴۳ نمبر ۳۰۰۰ پر مذکورہ روایت کے تحت رقمطراز ہیں۔

اِسْنَادُہٗ مُنْقَطِعٌ یَزِیْدُ بْنُ رُوْمَانَ الْمَدَنِیْ مَوْلٰی اٰلِ الزُّبَیْرِ (م ۱۳۰ھ) ثِقَۃٌ مِنَ الْخَامِسَۃِ لٰکِنَّہٗ لَمْ یُدْرِکْ عُمَرَ

یعنی یزیدؒ بن رومانؒ پانچویں طبقہ کے ثقہ راوی (سنہ ۱۳۰ھ) میں فوت ہوئے ہیں، لیکن انہوں نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا (اس لیے یہ موقوف روایت منقطع السند ہے)

○ امام یحییٰ بن شرف نووی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ فرماتے ہیں۔

رَوَاہُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّاِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ لٰکِنَّہٗ مُرْسَلٌ فَاِنَّ یَزِیْدَ بْنَ رُوْمَانَ لَمْ یُدْرِكْ عُمَرَ۔ (المجموع شرح المہذب ج ۴ ص ۳۳)

یعنی امام مالکؒ نے موطا میں اور امام بیہقیؒ نے یزیدؒ بن رومانؒ سے روایت کی ہے، لیکن یہ روایت مرسل ہے (صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف منقطع السند ہے مرسل نہیں ہے، کیونکہ مرسل میں ہوتا ہے تابعی کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایسا نہیں ہے) کیونکہ یزیدؒ بن رومانؒ نے حضرت عمرؓ کو نہیں پایا۔

حاصل کلام

مذکورہ بالا تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ موقوف روایت صحیح نہیں بلکہ منقطع السند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اگر بالفرض یہ موقوف روایت سنداً صحیح بھی ثابت ہو جائے (جو کہ ناممکن ہے) تو پھر بھی قابل عمل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں لوگوں کا اپنا ذاتی عمل ہے۔ نہ کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل یا حکم!

سو واضح ہو کہ یہ منقطع السند (ضعیف) موقوف روایت حضرت سائبؓ بن یزیدؓ کی متصل السند، صحیح روایت کے خلاف بھی ہے جو کہ موطا امام مالکؒ کے اسی صفحہ پہ مذکور ہے۔ جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبَیّ بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ جس سے قادری صاحب نے چشم پوشی فرما کر اپنی بدباطنی کا اظہار فرمایا ہے۔

رضاخانی مولوی صاحبان انصاف سے بتائیں

قادری سمیت دنیا بھر کے تمام بریلوی رضاخانی مولوی صاحبان انصاف سے بتائیں کہ موطا امام مالک میں یزید بن رومانؒ کی منقطع السند موقوف (ضعیف) روایت میں لوگوں کا اپنا ذاتی عمل زیادہ معتبر ہے یا کہ متصل السند صحیح روایت میں خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم معتبر ہے؟

آپ ہی ذرا اپنے عدل وانصاف کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

امام مالکؒ کا اپنا عمل

اسی لیئے امام اہل سنت امام مالکؒ نے بھی اپنے لیئے وتر سمیت گیارہ رکعات کو ہی پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین، عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الْجَوْزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ جَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَحَبُّ إِلَيَّ وَهُوَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَهِيَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ؟ قَالَ نَعَمْ الخ (المصابیح فی صلوٰۃ التراویح مترجم ص۱۵)

یعنی ہمارے اصحاب میں امام جوزیؒ نے کہا کہ امام مالکؒ نے فرمایا (نماز تراویح کی) جتنی رکعات پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا تھا وہ مجھ کو زیادہ پیاری ہیں، اور وہ گیارہ رکعات ہیں۔ اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وتر سمیت گیارہ رکعات؟ انہوں نے فرمایا، ہاں۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

رضاخانی اشتہار

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت ۸ یزید بن خصیفہ (تابعی) کا بیان ہے کہ سیدنا سائب بن یزید (صحابی) فرماتے تھے کہ (صحابہ اور تابعین) رمضان شریف میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ ایک ایک رکعت میں سو سو آیات پڑھی جاتی تھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ شدتِ قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگا لیتے تھے۔ (بیہقی سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ (جید صحیح))

ایک نظر (۸)

قادری صاحب کی پیش کردہ روایت میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خود بیس رکعات نماز تراویح پڑھی یا کسی شخص کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھانے کا حکم دیا ہو۔ اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے (جو قادری صاحب نے خود ہی تحریر فرما دیا ہے کہ،)

"اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ شدتِ قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگا لیتے تھے۔"

قادری صاحب ذرا انصاف سے بتائیں کہ کیا نمازِ تراویح پڑھنے کی مذکورہ کیفیت بریلوی رضاخانی حضرات میں پائی جاتی ہے؟ نماز تراویح پڑھنے کی مذکورہ کیفیت کا اگر نظارہ کرنا ہو تو اہلحدیث کی مساجد میں نماز تراویح ادا کر کے دیکھ لیں۔ انشاء اللہ العزیز خوب تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

باقی یہ وہی روایت ہے جو قادری صاحب نے "سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت" کے زیرِ عنوان دلیل نمبر ۳ کے تحت پیش کی ہے۔ اور اب دلیل نمبر ۸

کے تحت پھر دوبارہ پیش فرما رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد صرف ناواقف عوام کو مغالطہ میں ڈال کر ان کے سامنے دلیلوں کی تعداد بڑھانا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا اہلِ علم کی شان کے شایاں نہیں۔ اس پر ہماری تحقیق قادری صاحب کی دلیل نمبر۳ کے جواب میں مفصل گزر چکی ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

رضاخانی اشتہار

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت • عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلاً یصلی بالناس عشرین رکعۃ قال وکان علی رضی اللہ یوتر بهم۔ یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک قاری کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعات تراویح پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھایا کرتے تھے۔ (سنن بیہقی)

ایک نظر (۹)

مذکورہ روایت پر قادری صاحب نے صرف "سنن بیہقی" کا حوالہ دیا ہے۔ جلد اور صفحہ وغیرہ نہیں لکھا۔ سو واضح ہو کہ یہ روایت سنن کبریٰ بیہقی ج۲ ص۴۹۶ سے نقل کی گئی ہے۔

اس کی سند یہ ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ بِبَغْدَادَ، أَنبأَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدَكَ الرَّازِيُّ ثنا أَبُو عَامِرٍ عَمْرُو بْنُ تَمِيمٍ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، ثنا حَمَّادُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الخ

یہ روایت سنداً زبردست ضعیف ہے، کیونکہ اس کا ایک راوی حماد بن شعیب ہے جس پر ساری روایت کا دارومدار ہے۔ اور وہ زبردست ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔ چنانچہ رئیس الجارحین امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) رقمطراز ہیں۔

حَمَّادُ بْنُ شُعَيْبِ نِ الْحِمَّانِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَغَيْرِهِ۔ ضَعَّفَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ وَقَالَ يَحْيَى مَرَّةً: لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيهِ نَظَرٌ وَقَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيفٌ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: أَكْثَرُ حَدِيثِهِ مِمَّا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔

(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۹۵ نمبر ۲۲۵۲، التعلیق الحسن نمبر ۲۹۱)

یعنی حماد بن شعیب حمانی کوفی ہیں۔ ابو الزبیر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور یحییٰ نے ایک بار یہ بھی کہا ہے، کہ یہ راوی اس قابل بھی نہیں ہے کہ اس کی روایت لکھی جائے۔ اور امام بخاری نے اس کے حق میں "فیہ نظر" (یعنی متروک الحدیث) کہا ہے۔ اور امام نسائی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عدی نے کہا کہ اس کی اکثر حدیثیں اس قسم کی ہوتی ہیں جن پر اس کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔ اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے

عطاء بن السائب پر جرح

آگے جو اس کا استاد عطاء بن السائب ہے یہ بھی مجروح اور متکلم فیہ راوی ہے۔ امام ذہبی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

عطاء بن السائب کوفی ہے جو پہلے ثقہ تھا، آخر میں ان کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا اور حافظہ بگڑ گیا تھا، امام احمد بن حنبل نے کہا جن ثقات نے ان سے

حافظہ خراب ہونے سے قبل حدیث سُنی ہے وہ صحیح ہے۔ اور جن ثقات نے بعد میں سُنی ہے، وہ کچھ نہیں ہے۔ اور یحییٰ نے کہا، عطاءؒ بن السائبؒ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔ اور احمد بن ابی خیثمہؒ نے یحییٰؒ سے نقل کیا کہ جو حدیث ان سے شعبہؒ وسفیانؒ نے سُنی ہے، اس کے سوا جو ان کی حدیث ہے وہ ضعیف ہے۔

نسائیؒ نے کہا عطاءؒ بن سائبؒ اپنی قدیم حدیث میں ثقہ ہیں، لیکن بعد میں ان میں تغیر آگیا تھا۔ اور شعبہؒ وسفیانؒ ثوری اور حمادؒ بن زیدؒ نے جو حدیثیں ان سے روایت کی ہیں وہ اچھی ہیں (کیونکہ وہ حافظہ خراب ہونے سے قبل کی ہیں)

(خلاصہ میزان الاعتدال ص ۱۹۷/۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شعبہؒ، سفیانؒ ثوریؒ اور حمادؒ بن زیدؒ ہی تین اشخاص ہیں جنہوں نے عطاءؒ بن سائبؒ سے ان کے تغیرِ حافظہ سے پہلے سُنا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ان کے علاوہ بھی کچھ ایسے راویوں کے نام پیش کیے ہیں جنہوں نے عطاءؒ مذکور سے ان کے تغیرِ حافظہ سے قبل روایت لی ہے۔ مگر ان ناموں میں بھی اس حمادؒ بن شعیبؒ کا نام نہیں ہے۔

حاصلِ کلام

اس سے واضح ہوگیا کہ عطاءؒ بن السائبؒ کا حافظہ خراب ہوجانے کے بعد حمادؒ بن شعیبؒ نے ان سے حدیث سُنی ہے۔ اس صورت میں یہ روایت بالجزم مردود قرار پائے گی، یہ جرح تو اس صورت میں ہے کہ حمادؒ بن شعیبؒ ثقہ ہو۔ لیکن جب حمادؒ بن شعیبؒ خود بھی زبردست ضعیف ومتروک الحدیث ہے تو پھر ایسی حالت میں تو اس روایت کے ضعیف ہونے میں شبہ کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں رہتی۔ اور درجۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہوجاتی ہے۔

اور باقی امام ابن تیمیہؒ کا مذکورہ روایت کو منہاج السنۃ میں درج کرنا، جیسا کہ قادری صاحب فرما رہے ہیں، اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ روایت سنداً صحیح ہے، جب تک کہ حمادؒ بن شعیبؒ راوی کا ضعف ختم نہ کیا جائے۔ اور عطاؒ بن السائبؒ کے حافظ خراب ہونے سے پہلے حمادؒ بن شعیبؒ کا مذکورہ حدیث روایت کرنا ثابت نہ کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ جو کہ ناممکن ہے۔

رضاخانی اشتہار

۱۰۔ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مِثْلَہٗ۔ یعنی بیہقیؒ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں بیسؓ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے عہد میں پڑھا کرتے تھے (ما ثبت ص۱۵۰)

ایک نظر (۱۰)

قادری صاحب کی جہالت

سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان، کی مذکورہ روایت قادری صاحب پہلے بھی دو مرتبہ دلیل نمبر ۳ اور دلیل نمبر ۸ کے تحت نقل کر چکے ہیں۔ اور اب پھر اپنے مولوی عبد الحق حنفی دہلویؒ المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ کی کتاب "ما ثبت من السنۃ" کے حوالہ سے اپنے ناواقف معتقدین کے سامنے صرف دلیلوں کی تعداد بڑھانے کے لئے اپنی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کر رہے ہیں۔

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی!

اس روایت پر مفصل بحث قادری صاحب کی پیش کردہ دلیل نمبر ۳ کے جواب

میں گزر چکی ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

قادری صاحب کو انعامی چیلنج

ہاں؛ البتہ قادری صاحب اگر ہمت کرکے میدان کے شیر بنیں، اور مذکورہ روایت اسی ترتیب کے ساتھ بقید حروف بالخصوص خط کشیدہ الفاظ سمیت سنن کبرٰی بیہقی کی جس جلد سے صحیح سند کے ساتھ دکھا دیں تو ہم ان کی ضیافتِ طبع کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انہیں سنن کبرٰی بیہقی کی وہی جلد بطور انعام دینے کو تیار ہیں۔ لیکن یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ کیونکہ

ع "یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں"

رضاخانی اشتہار

> صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل ۱۱۔ حضرت عطا (تابعی) جنہوں نے دو سو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے فرماتے ہیں۔ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ یعنی میں نے صحابہ کرام کو تئیس رکعات مع وتر پڑھتے پایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وقیام اللیل المروزی ص۹۱)

ایک نظر (۱۱)

قادری صاحب کا سفید جھوٹ

قادری صاحب کی پیش کردہ مذکورہ عبارت "حضرت عطاءؒ (تابعی) جنہوں نے دو سو صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے، بحوالہ بالا کتب (مصنف ابن ابی شیبہ اور قیام اللیل للمروزی) میں مذکورہ مقام پر ہرگز نہیں ہے۔[1] یہ قادری صاحب کا زبردست سفید جھوٹ ہے۔

---

[1] البتہ سنن کبرٰی بیہقی باب جہر المأموم بالتأمین ص۵۹ ج۲ پر بایں الفاظ مذکور ہے۔

باقی قادری صاحب کی پیش کردہ عربی عبارت "اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً بِالْوِتْرِ" بھی اسی ترتیب کے ساتھ بقید حروف قیام اللیل میں ہرگز نہیں ہے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ کا صفحہ اور جلد وغیرہ نہیں لکھی۔ لیجئے! جلد اور صفحہ ہم بتا دیتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ حضرت عطاءؒ کا مذکورہ بیان مُصَنَّف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۳ پر بسند مذکور ہے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عطاءؒ بن ابی رباح مشہور تابعی ہیں۔ ان کی پیدائش ۲۷ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔" (اکمال ص... تقریب التہذیب ص...)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عطاءؒ نے نہ تو عہد صدیقی پایا، اور نہ ہی عہد فاروقی۔ اور عہدِ عثمانی کے اختتام کے وقت وہ کوئی آٹھ، نو سال کے بچے تھے۔ اور عہدِ علوی میں وہ کوئی تیرہ سال کے بچے تھے۔ پھر عطاءؒ کے اثر میں صراحت سے یہ نہیں بتایا گیا کہ جن لوگوں کو انہوں نے وتر سمیت تئیس رکعات پڑھتے پایا، وہ صحابہ کرامؓ تھے یا تابعینؒ۔ پھر اس میں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ وہ باجماعت پڑھتے تھے یا اکیلے اکیلے۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ، اَدْرَکْتُ مِائَتَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ، اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً بِاٰمِیْنَ۔

یعنی حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ میں نے دو سو صحابہ کرامؓ کو اس مسجد (حرام) میں پایا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تو پیچھے ان (کے مقتدیوں) کی آمین کی آواز سنائی دیتی۔ (جس سے مسجد گونج اٹھتی) اور ایسے ہی بخاری شریف ص... ج۱ میں ہے۔ قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ وَّ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَّرَاءَهٗ حَتّٰی اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً الحدیث۔ یعنی عطاءؒ نے فرمایا کہ آمین دعا ہے۔ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آمین کہی۔ اور ان کے مقتدیوں نے بھی۔ یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھی۔

لیکن یہ قادری صاحب کو مفید نہیں ہے کیونکہ وہ اہل سنت کہلا کر بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زبردست دشمن ہیں۔

چنانچہ مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۲، ۲۶۳ حدیث نمبر ۷۷۰۰ ۔ ۷۷۲۷ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عطاءؒ کے زمانہ اور امیر معاویہؓ کے زمانہ تک اہل مکہ کو سرکاری طور پر کسی ایک قاری کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کرنے کا پابند نہیں کیا گیا تھا۔

خلاصہ مطلب

حضرت عطاءؒ نے اپنے زمانہ میں جو لوگوں کو وتر سمیت تئیس رکعات پڑھتے پایا وہ کسی خلیفہ راشد کے حکم سے اور باجماعت پڑھنے کا اہتمام نہ تھا۔ (اور نہ ہی حضرت عطاءؒ نے بیس رکعات پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر بیس پڑھیں) بلکہ لوگ اپنی مرضی سے پڑھتے ہوں گے۔ تو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حکمِ فاروقیؓ کے مقابلہ میں حضرت عطاءؒ کے زمانے کے لوگوں کا اپنا ذاتی عمل کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

؎ ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

رضاخانی اشتہار

۱۴۔ اکثر اہلِ علم بیس رکعات تراویح پڑھنے کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت علی وعمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔ قَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو اسی طرح بیس۲۰ رکعات پڑھتے پایا ہے (ترمذی شریف ص ۹۹، ج ۱)

ایک نظر (۱۴)

ترمذی شریف والا مذکورہ حوالہ قادری صاحب پہلے بھی ایک مرتبہ دلیل نمبر ۲ کے تحت پیش کر چکے ہیں۔ اور اب پھر صرف دلیلوں کی تعداد بڑھانے کیلئے دوبارہ پیش کر رہے ہیں، جو ان کی ہٹ دھرمی ہی نہیں، بلکہ پرلے درجے کی حماقت بھی ہے۔

سو واضح ہو کہ قادری صاحب کی پیش کردہ مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے، کہ امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ "اکثر اہل علم جن میں سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اور امام شافعیؒ بھی شامل ہیں، بیس رکعات تراویح پڑھنے کے قائل ہیں۔ اور ان کے بیس رکعات تراویح پڑھنے کا دارو مدار حضرت عمر فاروقؓ اور علیؓ کے آثار پر ہے۔ اور یہ آثار قادری صاحب اپنے اشتہار میں دلیل نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ کے تحت پہلے بھی پیش کر چکے ہیں، جو زبردست ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث صحیح (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعین و ترسمیت گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کا ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم مذکور ہے) کے بھی زبردست خلاف ہیں۔ جیسا کہ قادری صاحب کی دلیل نمبر ۳ تا نمبر ۹ کے جواب میں مفصل گزر چکا ہے۔ جب صورت احوال یہ ہے تو پھر اکثر اہلِ علم کے عمل کا رعب بالکل بیکار ٹھہرا۔

رضا خانی اشتہار

> ۱۳۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ کان (عبد اللہ بن مسعود) یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی)

ایک نظر (۱۳)

مذکورہ عبارت پر بھی قادری صاحب نے محولہ کتاب (قیام اللیل) کا صفحہ وغیرہ نہیں بتایا حالانکہ وہ فرمایا کرتے ہیں کہ فقیر حوالہ دیتے وقت محولہ کتاب کی جلد، صفحہ اور سطر تک پیش کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر صاحب نے مذکورہ عبارت اصل کتاب سے دیکھ کر نہیں لکھی، ویسے ہی کسی رسالہ سے نقل ماری ہے۔ لیجئے محولہ کتاب کا صفحہ ہم بتا دیتے ہیں۔ سو یہ عبارت قیام اللیل مطبوعہ سجانیہ بانو مارکیٹ رحیم یار خان کے ص۱۵۷ پر مذکور ہے۔

واضح ہو کہ یہ اثر بھی منقطع السند ہونے کی وجہ سے زبردست ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اعمش جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں وفات پا چکے تھے (تقریب) اور سلیمان الاعمش ھو ابن مہران ۶۱ھ کے اوائل میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ یا ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

(تہذیب التہذیب ج ۴ نمبر ۳۷۶)

یعنی اعمشؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی وفات کے تقریباً ۲۸، ۲۹ برس بعد پیدا ہوئے تو ان کا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے متعلق قول "کان یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث" کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے؟ جبکہ اعمش مدلس بھی ہے۔ اور مدلس راوی جب لفظ عن یا کسی ایسے صیغے کے ساتھ روایت کرے جو سماع میں نص نہ ہو تو ایسے راوی کی روایت حجت نہیں ہوتی۔

کما لا یخفی علی العلماء۔

اور باقی مذکورہ منقطع السند (ضعیف) اثر کو صحیح حدیثِ عائشہؓ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے اور متصل السند، صحیح حدیث جس میں خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو تین وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا، کے مقابلہ میں پیش کرنا کس قدر بے شرمی اور ہٹ دھرمی ہے؟

رضاخانی اشتہار

۱۴۔ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی جو کہ شارح بخاری کا قول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے کہ اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تراویح کے بیس رکعت ہونے پر اتفاق ہے۔ (مرقات ص ۱۹۴ ج ۳ مجموعہ فتاوٰی عبدالحی ص ۳۳۲ ج ۱)

ایک نظر (۱۴)
قادری صاحب کا سفید جھوٹ اور بددیانتی

ذیل میں محولہ بالا کتب کی پوری عبارت پیش کی جاتی ہے تاکہ قادری صاحب کا سفید جھوٹ اور بددیانتی ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ امام ملا علی قاری حنفی (المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ) اور علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی (المتوفی سنہ ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں۔

"وابن حجر مکی ہیتمی در شرح مشکوٰۃ می نویسد قَوْلُ بَعْضِ اَئِمَّتِنَا اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً لَعَلَّهٗ اَخَذَهٗ مِمَّا فِیْ مُصَنَّفِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ اِنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً

وَمِمَّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ اَنَّهُ صَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ لٰكِنَّ الرِّوَايَتَيْنِ ضَعِيْفَتَانِ وَفِي صَحِيْحَيِ ابْنِ خُزَيْمَةَ وَابْنِ حِبَّانَ اَنَّهُ صَلّٰى بِهِمْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ لٰكِنْ اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً انتهٰى۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۱۹۴، مجموعہ فتاوٰی عبدالحی ج ۱ ص ۲۹۷، ۲۹۸ کتاب الصلوٰۃ والمعطول)

یعنی ابن حجر مکی ہیثمیؒ نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ ہمارے بعض ائمہ کا جو یہ قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں تو شاید انہوں نے وہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ سے لی ہو کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔ اور بیہقی کی روایت سے بھی کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعات دس سلاموں کے ساتھ پڑھائیں۔ لیکن یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان میں ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر۔ لیکن صحابہؓ نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بلاشبہ تراویح بیس رکعات ہیں۔

واضح ہو کہ مذکورہ فتوٰی کی عبارت مجموعہ فتاوٰی عبدالحی ج ۱ ص ۲۹۷، ۲۹۸ مطبع یوسفی واقع لکھنؤ ایڈیشن چہارم میں مذکور ہے۔ اور اب جو مجموعہ فتاوٰی مولانا عبدالحی اردو کامل بہ جیب محمد سعید اینڈ سنز کے اہتمام سے قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱ کا شائع کردہ ہے جس میں فتاوٰی کی عربی اور فارسی عبارات کے مترجم غالی مقلد مولوی خورشید عالم فاضل دیوبند ظاہر کیے گئے ہیں۔ اس میں بہ دیانتی تحریف کر کے یعنی ترتیب کو بدل کر مذکورہ فتوٰی بالکل حذف کر دیا گیا ہے۔ یہ ہے حنفی مقلدوں کی دیانت وصداقت اور حنفی مترجمین وناشرین کتب دینیہ کا فریضہ تبلیغ جسے وہ بڑی ڈھٹائی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

خلاصہ مطلب

۱۔ اس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) ، اور علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی وغیرہما نے شیخ الاسلام علامہ ابن حجرؒ عسقلانی شارح بخاری (المتوفی ۸۵۲ھ) کا قول نقل نہیں کیا بلکہ ابن حجر مکی ہیثمی (المتوفی ۹۷۵ھ) کا قول نقل کیا ہے اور قادری صاحب ابن حجر مکی ہیثمیؒ کے قول کو شیخ الاسلام علامہ ابن حجرؒ عسقلانی کا قول قرار دے رہے ہیں۔ یہ قادری صاحب کا زبردست سفید جھوٹ اور بددیانتی ہے

۲۔ ابن حجر مکی ہیثمیؒ کے قول سے تو صاف ظاہر ہے کہ بعض ائمہ جو بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں ان کے قول کی بنیاد مذکورہ بالا جو دو روایتیں ہیں ، وہ ضعیف ہیں۔ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ جسے قادری صاحب شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ جو ان کی پرانی عادت ہے۔

اور باقی "اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً" کے الفاظ ابن حجر مکی ہیثمیؒ (المتوفی ۹۷۵ھ) کا قول ہے اس پر انہوں نے کوئی دلیل پیش نہیں فرمائی جس کی تحقیق کی جا سکے ، اور یہ ناممکن ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ "سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیں اور اپنی مرضی سے بیس رکعات تراویح پر اتفاق کر لیں۔

قادری سمیت دنیا بھر کے تمام بریلوی رضاخانی مولوی صاحبان خوب جانتے ہیں کہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر فاروقؓ کے حکم کے مقابلہ میں ابن حجر مکی ہیثمی (المتوفی ۹۷۵ھ) کے بے دلیل قول کی حیثیت کیا ہے ؟

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار * مت دیکھ کسی کا قول و کردار

رضاخانی اشتہار

۱۵۔ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ جوکہ وہابیہ کے نزدیک فن حدیث کے بلند پایہ کے امام ہیں نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الوفا باحوال المصطفےٰ" باب فی صلوٰۃ التراویح میں صرف اور صرف ایک حدیث شریف ہی جوکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے درج کی ہے۔ (الوفا باحوال المصطفےٰ ج۲ ص۸۰ مطبوعہ مصر)

ایک نظر (۱۵)

واضح ہو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیس رکعات تراویح والی مذکورہ روایت امام عبدالرحمٰن بن جوزیؒ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفےٰ الباب السابع عشر فی صلوٰۃ التراویح ج۲ ص۸۰ میں بغیر کسی سند اور حوالہ کے درج کی ہے۔

یہ اصل میں وہی روایت ہے جو قادری صاحب نے سب سے پہلے دلیل نمبر۱ کے تحت پیش کی ہے۔ اور اب الوفا باحوال المصطفےٰ کے حوالہ سے صرف دلیلوں کی تعداد بڑھانے کے لیے دوبارہ نقل کر دی ہے۔ جس سے ان کی زبردست ہٹ دھرمی صاف ظاہر ہے۔

سو یہ روایت زبردست ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ اس پر دوبارہ لکھنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

رضاخانی اشتہار

سلف صالحین کا طریقہ ۱۶۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت ہے ھی عشرون رکعۃ یعنی وہ بیس۲۰ رکعات ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

۱۷۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ التراویح ھی عشرون رکعۃ وکیفیتھا مشھورۃ وھی سنۃ مؤکدۃ یعنی تراویح بیس رکعات ہیں اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور ہے اور تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

۱۸۔ امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اعلم ان صلوٰۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ یعنی بیان ہو بے شک نماز تراویح سنت ہے۔ تمام مسلمان اس مسئلہ میں متفق ہیں اور یہ بیس۲۰ رکعات ہیں۔ (کتاب الاذکار ص۲۲۶)

۱۹۔ امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اور اسی طرح سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کے اقوال شریفہ ہیں کہ نماز تراویح ماہ رمضان میں بیس۲۰ رکعات ہیں اور ان کا جماعت اور کرنا افضل ہے۔ (کتاب المیزان الکبریٰ)

ایک نظر (۱۶ تا ۱۹)

قادری صاحب نے شیخ عبد القادر جیلانی (المتوفی ۵۶۱ھ)، امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ)، امام نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) اور امام عبد الوہاب شعرانی (المتوفی ۹۷۳ھ) وغیرہم کے اقوال (جن میں ان کا دعویٰ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعات سنت ہیں) تو پیش کر دیئے آگے ان کے اس دعویٰ کی کوئی دلیل وغیرہ پیش نہیں کی۔

قادری صاحب خوب سمجھتے ہیں کہ بے دلیل دعویٰ بالکل بے کار اور مردود ہوتا ہے۔

قادری صاحب میں اگر ہمت ہے تو مذکورہ بالا دعویٰ پر بطور دلیل کوئی ایک ایسی صحیح حدیث پیش کر دیں، جس میں یہ ذکر ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس

رکعات نماز تراویح پڑھی ہیں۔ جس کتاب سے قادری صاحب بیس رکعات تراویح کی سنیت کی صحیح حدیث پیش کریں گے۔ ہم ان کی ضیافت طبع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہی کتاب ان کو بطور انعام دینے کو تیار ہیں۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ کیونکہ

ع یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

رضاخانی اشتہار

> ۲۰۔ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ خلفاء راشدین علیہم الرضوان نے اس پر مواظبت فرمائی۔ اسکا وقت نماز عشاء کے بعد ہے۔ وھی عشرون رکعۃ اس کی بیس رکعات ہیں جمہور علماء کا قول ہے۔ علیہ عمل الناس شرقا وغربا اسی پر مشرق ومغرب کے تمام مسلمانوں کا عمل ہے۔ (ردالمحتار ۴۵۹ ـ ۴۶۰ / ج ۱)

ایک نظر (۲۰)

علامہ ابن عابدین شامی کا دعویٰ اور قادری صاحب کی ذمہ داری

واضح ہو کہ مذکورہ عبارت قادری صاحب کے علامہ سید محمد امین المعروف ابن عابدین شامی حنفی المتوفی ۱۲۵۲ھ کا محض خالی دعویٰ ہے۔ اس پر انہوں نے بطور دلیل کوئی حدیث پیش نہیں کی۔ جس کی تحقیق کی جاسکے۔

اب قادری صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علامہ ابن عابدین شامی کے دعویٰ پر کوئی صحیح حدیث پیش کردیں جس میں یہ ذکر ہو کہ بیس رکعات تراویح پر خلفاء راشدین (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) نے مواظبت (ہمیشگی)

فرمائی ہے۔ نیز بیس رکعات پر مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کا عمل ہے۔

بیس ہزار روپے نقد انعام

اگر قادری صاحب اپنی ذمہ داری پوری کر دیں۔ یعنی وہ اپنے علامہ ابن عابدین شامی کے مذکورہ دعویٰ پر، کتب حدیث میں سے کوئی ایک ایسی صحیح حدیث پیش کر دیں جس میں یہ ذکر ہو کہ خلفاءِ راشدین (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علیؓ وغیرہم) نے بیس رکعات نماز تراویح پر مواظبت (ہمیشگی) فرمائی ہے تو ہم ان کی ضیافتِ طبع کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انہیں مبلغ بیس ہزار روپے نقد انعام دینے کو تیار ہیں۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

رضاخانی اشتہار

۲۱۔ علامہ ابن الہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیہقی نے کتاب معرفۃ السنن میں روایت کی ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیس رکعات تراویح اور وتر کیساتھ قیام کرتے تھے امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۳)

ایک نظر (۲۱)

قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قادری صاحب فرما رہے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب معرفۃ السنن میں روایت کی ہے کہ ہم (یعنی امام بیہقیؒ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیس

رکعات تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ یہ قادری صاحب کی زبردست کم عقلی اور جہالت ہے۔ کیونکہ امام ابوبکر احمدؒ بن حسینؒ بن علیؒ البیہقی (المتوفیٰ ۴۵۸ھ) کی پیدائش ۳۸۴ھ میں ہوئی۔ جبکہ حضرت عمرؓ ۲۳ھ میں شہید ہو چکے تھے۔

یعنی کہ امام بیہقیؒ، حضرت عمرؓ کی شہادت کے ۳۶۱ برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور قادری صاحب فرمارہے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے معرفۃ السنن میں روایت کی ہے کہ ہم امام بیہقیؒ حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیس رکعات تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ کیا خوب تحقیق ہے۔

یہ ہے قادری صاحب کا مَبلغ علم۔

ط جس کی بہار یہ ہو سو اس کی خزاں نہ پوچھ

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

قادری صاحب کی محولہ بالا کتاب (فتح القدیر شرح ہدایہ مع الکفایہ مطبوعہ مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ پاکستان ج ۱ ص ۳۳۴ فصل فی قیام شہر رمضان) میں قادری صاحب کے امام کمال الدین محمدؒ بن عبدالواحدؒ المعروف ابن ہمام حنفی (المتوفیٰ ۸۶۱ھ) حضرت ابن عباسؓ کی بیس رکعات تراویح والی روایت کو زبردست ضعیف اور تین وتر سمیت گیارہ رکعات والی صحیح حدیث عائشہؓ کے مخالف قرار دیتے ہوئے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

فَتَحَصَّلَ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ اَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ فَعَلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس تمام بحث کا ماحصل یہ ہے کہ نماز تراویح باجماعت وتر سمیت گیارہ رکعات ہی سنت ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا۔ الخ

جسے قادری صاحب نے بڑی گیارھویں شریف کا حلوہ سمجھ کر ہضم کیا ہے اور ڈکار تک

نہیں لیا جس سے ان کے ہاضمہ کی مضبوطی صاف ظاہر ہے۔

اور باقی امام بیہقی کی کتاب معرفۃ السنن والی روایت دہی یزید بن خصیفہ والی روایت ہے جو قادری صاحب پہلے دلیل نمبر۳، ۸، ۱۰ کے تحت مختلف کتب کے حوالہ سے پیش کر چکے ہیں اور اب پھر اپنی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی ظاہر فرما رہے ہیں۔ اس پر دلیل نمبر۳ کے جواب میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔

رضاخانی اشتہار

۲۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اَلَّذِیْ عَلَیْہِ الْاَمْرُ وَاشْتَھَرَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ ھُوَ الْعِشْرُوْنَ وَمَا رُوِیَ اَنَّھَا ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ فَبِحِسَابِ الْوِتْرِ مَعَھَا یعنی وہ حکم جس پر اجماع ہو چکا ہے اور صحابہ کرام اور تابعین حضرات اور علماء کرام مابعد میں مشہور چلا آتا ہے۔ وہ بیس رکعات تراویح ہیں اور یہ جو روایت ہے کہ تیئیس رکعات ہیں تو وہ تین وتر ملا کر ہے۔ (ماثبت بالسنہ ص۱۵۹)

ایک نظر (۲۲)
قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت

یہاں پر بھی قادری صاحب نے اپنے شیخ عبدالحق حنفی دہلوی کی کتاب ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ کا نام غلط لکھا ہے۔ جو ان کی کم عقلی اور جہالت کا بین ثبوت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادری صاحب نے اصل کتاب نہیں دیکھی، ویسے ہی کسی رسالہ سے نقل ماری ہے۔

اور باقی شیخ عبدالحق حنفی دہلوی کی مذکورہ عبارت کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیوں کہ وہ اس کی دلیل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ جبکہ انہوں ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ باب شہر رمضان الفصل الاول فی عدد رکعاتہا میں صاف اقرار کیا ہے کہ بیس رکعات تراویح والی روایت ضعیف ہے

اور صحیح روایت (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے) کے بھی خلاف ہے۔

جیسا کہ قادری صاحب کی دلیل نمبر۷ کے جواب میں مفصل گزر چکا ہے۔

اگر شیخ عبدالحق دہلوی کی مذکورہ عبارت قادری صاحب کے نزدیک صحیح ہے تو اس کا مطلب بقول شیخ عبدالحق یہ ہوگا کہ بیس رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت نہیں، بلکہ بسند صحیح تین وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بغاوت کر کے اپنی مرضی سے بیس رکعات پر اجماع کر لیا۔ کیا واقعی صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کے متعلق قادری صاحب کا یہی عقیدہ ہے؟

؎ تیری بزم میں اور بھی گل کھلیں گے
اگر رنگ یارانِ محفل یہی ہے

رضاخانی اشتہار

۲۳۔ روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ تراویح کے معاملے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا والی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان کا لفظ موجود ہے اور اسی کو وہ تراویح قرار دیتے ہیں حالانکہ تراویح صرف رمضان شریف کے مہینہ میں پڑھی جاتی ہیں غیر رمضان میں نہیں پڑھی جاتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ۱۱ رکعت تعداد کا جو ذکر فرمایا ہے۔ وہ تہجد کی نماز کی رکعت ہیں۔ ۸ رکعت تہجد کی اور تین رکعت وتر کی ہیں کل ۱۱ رکعات ہوتیں۔ ان سے تراویح مراد لینا سراسر آنکھوں میں دھول ڈالنا اور عوام کو گمراہ کرنا ہے۔ کیونکہ تہجد نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرض تھی جیسا کہ قرآن پاک میں ومن الیل فتہجد بہٖ نافلۃ لک (ترجمہ، اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے)

ایک نظر (۲۳)

قادری صاحب کے فتوٰی کا خلاصہ

روایتِ عائشہ صدیقہ رضؓ کے زیر عنوان غالی مقلد، بریلوی رضاخانی مولوی محمد ضیاء اللہ قادری صاحب کے بیان سے درج ذیل باتیں صاف ظاہر ہوتی ہیں، کہ ان کے نزدیک

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی روایت میں جو تین وتر سمیت گیارہ رکعات نماز کا ذکر ہے اس سے مراد قیام رمضان یعنی نماز تراویح نہیں ہے بلکہ صرف نمازِ تہجد مراد ہے۔ کیونکہ اس میں غیر رمضان کے الفاظ بھی وارد ہو گئے ہیں۔

(۲) جن حضرات نے روایتِ عائشہ صدیقہ رضؓ میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات سے

قیام رمضان یعنی نماز تراویح مراد لی ہے۔ انہوں نے آنکھوں میں سراسر دھول ڈال کر عوام کو گمراہ کیا ہے۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نماز تراویح پڑھنے کے بعد تہجد ضرور پڑھا کرتے تھے، کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔

سو واضح ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت میں جو وتر سمیت گیارہ رکعات نماز مذکور ہے وہ قیام رمضان یعنی نماز تراویح ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح باب فضل من قام رمضان ج ۱ ص ۱۵۴ میں مذکور ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ۔ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً۔ الحدیث۔

یعنی ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنے شاگرد کو) بتایا کہ اس نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی؟ تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث کے مرفوع اور صحیح ہونے میں دنیا بھر کے تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ نیز یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ حضرت ابو سلمہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کے بارے میں پوچھا جس کا تعلق رمضان المبارک سے

سے ظاہر ہے کہ رمضان المبارک میں جو مخصوص نماز پڑھی جاتی ہے وہ قیام رمضان یعنی نمازِ تراویح ہی ہے جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رض نے جواب ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد کچھ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قادری صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے سائل کو دو باتیں بتلائی ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں گیارہ رکعات سے زائد کچھ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہی بات ابو سلمہ کے سوال کا جواب ہے۔ کیونکہ ابو سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کے متعلق سوال کیا تھا جس کا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ اور وہ قیام رمضان یعنی نماز تراویح ہی ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر رمضان میں بھی گیارہ رکعات سے زائد کچھ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ بات ابو سلمہ کے سوال سے زائد ہے۔ جس سے قادری صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ سو یہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی کمال فراست ہے کہ انہوں نے اس خیال سے کہ اگر ابو سلمہ کو صرف رمضان کی نماز بتاؤں تو ہو سکتا ہے کہ وہ پھر غیر رمضان کی نماز کے متعلق سوال کر دے۔ اس لیئے بہتر یہی سمجھا کہ رمضان اور غیر رمضان کی نماز ایک ساتھ ہی بتا دی جائے۔ تاکہ دوبارہ دوسرے سوال کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ابو سلمہ کو غیر رمضان کی نماز بھی بتلا دینا وسعتِ فراست ہے جیسے "وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ" کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ

غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَآرِبُ اُخْرٰی (پ ۱۶، ع ۱۰، سورہ طٰہٰ ۱۷، ۱۸)

کہا۔ قَالَ هِیَ عَصَایَ کے سوا جو بیان کیا، سوال میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم اگر بتا دیا ہے تو غلط بھی نہیں۔

اب کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں قَالَ هِیَ عَصَایَ کے ساتھ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَآرِبُ اُخْرٰی۔ بھی وارد ہو چکا ہے۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قال هی عصای۔ کہنا بھی بیکار ہو گیا ہے۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم)

پس حضرت عائشہ صدیقہ رض کا ابو سلمہ کے سوال کے جواب میں "فی غیرہ" یا "فی غیر رمضان" ارشاد فرمانا بھی اسی قبیل سے ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (الآیۃ۔ سورۃ البقرۃ ۱۳۰)

شرم ان کو مگر نہیں آتی:

قادری صاحب نے روایت عائشہ صدیقہ رض میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات سے تراویح مراد لینے کو "سراسر آنکھوں میں دھول ڈالنا اور عوام کو گمراہ کرنا" لکھا ہے۔

سو واضح ہو کہ قادری صاحب کے اس فتویٰ کی زد میں سب سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرات صحابہ کرام رض آتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے سوال کیا۔ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ؟ یعنی رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی؟ تو گویا سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے متعلق سوال کیا، جو سارا سال پڑھی

جاتی ہے یا اس نماز کے متعلق جس کا تعلق خاص رمضان سے ہے۔ قیام رمضان یعنی نماز تراویح ؟

سوال میں فی رمضان کے الفاظ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کے بارے میں پوچھا تھا جس کا تعلق خاص رمضان المبارک سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ قیام رمضان یعنی نماز تراویح ہی ہے۔ اس پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض نے جو جواب ارشاد فرمایا کیا وہ جواب صحیح تھا یا غلط ؟ اور اس سے سائل کی پوری طرح تسلی و تشفی ہو گئی تھی یا نہیں ؟ اگر واقعی سوال قیام رمضان کے متعلق تھا، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کا جواب بھی صحیح اور تسلی بخش تھا اور سائل کی پوری طرح تسلی و تشفی بھی ہو گئی تھی تو پھر اس میں کوئی شک نہ رہا کہ روایت حضرت عائشہ رض میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات سے مراد قیام رمضان، یعنی نماز تراویح ہی ہے۔ اور یہی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرات صحابہ کرام رض کا مذہب ہے۔ کسی ایک صحابی رض سے بھی بسند صحیح اس کے خلاف ثابت نہیں ہے۔ تو کیا قادری صاحب کا مذکورہ فتویٰ سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سمیت حضرات صحابہ کرام رض پر وارد نہیں ہوتا ؟

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھے غم آشیاں نہیں

محدثین عظام رح

○ امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رح نے اپنی صحیح بخاری میں مذکورہ روایت عائشہ صدیقہ رض کو کتاب صلوٰۃ التراویح باب

فصل من قام رمضان کے ذیل میں درج کر کے تمام اہل ایمان پر واضح کر دیا ہے کہ روایت عائشہ صدیقہؓ میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات سے مُراد قیام رمضان یعنی نماز تراویح ہے۔

○ ایسے ہی مشہور محدث امام احمدؒ بن حسینؒ بیہقی المتوفیٰ ۴۵۸ھ نے اپنی کتاب سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان میں روایت عائشہ صدیقہؓ کو درج فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ

○ مشہور امام جلال الدین عبدالرحمٰنؒ بن ابو بکرؒ بن محمدؒ السیوطی المتوفیٰ ۹۱۱ھ نے بھی اپنی کتاب المصابیح فی صلوٰۃ التراویح مترجم ص ۱۱ پر روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو درج کیا ہے۔

توکیا ان محدثین عظامؒ نے سراسر آنکھوں میں دھول ڈال کر عوام کو گمراہ کیا ہے؟

اکابرینِ احناف کرامؒ

محدثین عظامؒ کے علاوہ اکابرین احناف کرامؒ بالخصوص

○ امام محمدؒ المتوفیٰ ۱۸۹ھ۔ (موطا باب ۱۷ قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل)

○ علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہؒ بن یوسفؒ زیلعی حنفی المتوفیٰ ۷۶۲ھ۔

(نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ کتاب الصلوٰۃ فصل فی قیام شہر رمضان ج ۲ ص ۱۵۳)

○ امام کمال الدین محمدؒ بن عبدالاحد المعروف ابن ہمام حنفی المتوفیٰ ۶۸۱ھ۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ مع الکفایہ کتاب الصلوٰۃ فصل فی قیام شہر رمضان ج ۱ ص ۳۳۴)

○ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی المتوفیٰ ۸۵۵ھ (عمدۃ القاری ج ۵

○ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی المتوفیٰ ۱۰۵۲ھ۔ (ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ مترجم ص ۲۸۹

- حنفیوں کے مشہور علامہ اجل محدث اکمل محمد بن علی نیموی حنفی المتوفی ۱۳۲۲ھ۔

(آثار السنن مع تعلیق الحسن ص ۲۵۰، باب التراویح بثمان رکعات)

- حنفیوں کے مشہور علامہ السید سابق

(فقہ السنہ ج ا ص ۱۹۴ باب قیام رمضان فصل عدد رکعاتہ)

- محشی بخاری مولانا احمد علی سہارنپوری حنفی المتوفی ۱۲۹۷ھ۔ (ح بخاری ج ا ص ۱۵۴)

علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ۔

(التعلیق الممجد علی موطا محمد باب قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل ص ۱۴۲ ح ۳)

- حنفیوں کے مشہور علامہ محمد انور شاہ کاشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ۔

(العرف الشذی علی جامع الترمذی باب ماجاء فی قیام شہر رمضان ص ۳۰۹)

- اور فاضل مذاہب اربعہ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری مصری المتوفی ۱۳۶۰ھ۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ باب نماز تراویح کا بیان ج ا ص ۵۳۲)

وغیرہم نے بھی روایت عائشہ صدیقہ رض میں مذکور تین وتر سمیت گیارہ رکعات سے قیام رمضان یعنی نماز تراویح مراد لی ہے۔ تو کیا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرات صحابہ کرام رض و محدثین عظام رح کے ساتھ مذکورہ اکابرین احناف کرام رح نے بھی سراسر آنکھوں میں دھول ڈال کر عوام کو گمراہ کیا ہے؟

نہ بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

❖

شاید کہ اتر جائے اِن کے دِل میں اُن کی بات

قادری صاحب نے فرمایا ہے کہ :

"تہجد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ (پ ۱۵ ع ۹)

(ترجمہ) اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے"

اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ صرف قادری صاحب کے مشہور مفسر قرآن علامہ قاضی محمد ثناء اللہ حنفی عثمانی مجددی پانی پتی "المتوفی ۱۲۲۵ھ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

قاضی صاحب نے "مسئلہ" کے زیر عنوان اس پر خوب سیر حاصل بحث کی ہے آخر پر فرماتے ہیں کہ :

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تہجد کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ساقط کر دی گئی تھی۔ اور آپ کے لیے تہجد کی نماز مستحب ہو گئی تھی۔ آیت کا صراحۃً یہی مفہوم ہے۔

کیونکہ اگر نافلہ کا معنی مزید فرض ہوتا تو لَکَ کی جگہ عَلَیْکَ "تم پر" کہا جاتا۔ وجوب کے بعد علیٰ آتا ہے، لام نہیں آتا۔ (تفسیر مظہری اردو ج ۷ ص ۱۱۵)

نمازِ تراویح کے بعد تہجد ثابت نہیں

یعنی حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں روزے رکھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی رات میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیسویں رات تہائی رات تک قیام کیا۔ پھر چوبیس رات کو کھڑے نہیں ہوئے۔ پھر پچیسویں رات کو آدھی رات تک قیام کیا تو ہم نے کہا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش آپؐ اور زیادہ قیام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی نے امام کے ساتھ نماز پڑھ کر فراغت پائی تو اس کو ساری رات قیام کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔ جب چھبیسویں رات ہوئی تو آپ نے قیام نہیں کیا۔ جب ستائیسویں رات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال اور دیگر لوگوں کو جمع فرمایا۔ اور قیام کیا، یہاں تک کہ ہم کو "فلاح" کے فوت ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوا۔

حضرت ابوذرؓ کے شاگرد حضرت جبیرؓ بن نفیر نے پوچھا، فلاح کیا ہے؟ تو ابوذرؓ نے کہا، سحری کا کھانا۔ پھر آپؐ نے مہینہ کے بقیہ ایام قیام نہیں کیا۔"

(ابوداؤد باب فی قیام شہر رمضان ج ۱ ص ۲۰۲، مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان ج ۱ ص ۱۱۴)

فائدہ جلیلہ

اس سے ثابت ہوا کہ جب نماز تراویح ساری رات پڑھتے رہے اور سحری کھانے کے لئے بھی بہت کم وقت ملا تو یقیناً نماز تہجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھی اور ایسے ہی حضرات صحابہ کرامؓ کا حال وارد ہوا ہے۔ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ۔

(موطا امام مالک، سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

یعنی نماز تراویح سے فجر کے قریب فارغ ہوتے تھے

اس سے بھی صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز تراویح پڑھ کر پھر علیحدہ تہجد کی نماز نہیں پڑھی۔

یہ دراصل ایک ہی نماز ہے جو رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد طلوعِ فجر تک پڑھی جائے تو قیامِ رمضان یعنی نمازِ تراویح کہلاتی ہے۔ اور غیر رمضان میں پڑھی جائے تو تہجد کہلاتی ہے۔

گھر کی شہادت

حنفیوں کے مشہور علامہ خاتم المحدثین والمفسرین، زبدۃ الفقہاء والمتکلمین مولانا سید محمد انور شاہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند (المتوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں:۔

"ولامناص من تسليم ان تراويحه عليه السلام كانت ثمانية ركعات، ولم يثبت في رواية من الروايات انه عليه السلام صلى التراويح والتهجد عليحدة في رمضان بل طول التراويح وبين التراويح والتهجد في عهده عليه السلام لم يكن فرق في الركعات بل في الوقت..... واما النبي صلى الله عليه وسلم فصح عنه ثمان ركعات و اما عشرون ركعة فهو عنه عليه السلام بسند ضعيف وعلى ضعفه اتفاق۔" (العرف الشذی علی جامع الترمذی باب ما جاء فی قیام شہر رمضان ۳۰۹)

یعنی یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح یقیناً آٹھ رکعات ہی تھی۔ اور کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں نماز تراویح پڑھنے کے بعد پھر تہجد علیحدہ پڑھی ہو۔ بلکہ تراویح میں قیام لمبا کرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز تراویح اور تہجد کی رکعات کی تعداد میں فرق نہیں تھا۔ بلکہ فرق

وقت میں فرق تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر آٹھ رکعت ہی ثابت ہیں۔ اور بیس رکعات والی روایت کی سند ضعیف ہے۔ اور ایسی ضعیف کہ اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

رضاخانی اشتہار

> ۲۴۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی جو کہ مجدد الوہابیہ ہیں کا فیصلہ یہ ہے کہ اِنَّ التراویح عشرون رکعۃ بیشک تراویح بیس رکعت ہیں۔ (فتاویٰ محمد بن عبدالوہاب نجدی ص۹۵)
>
> ۲۵۔ مقتدر الوہابیہ نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کا بیٹا نورالحسن خان بھوپالوی کا فیصلہ یہ ہے کہ بیس شئ از بیست و زیادہ چیزے نیست۔ پس بیس رکعت تراویح یا اس سے زیادہ سے منع کرنا کوئی معنے نہیں رکھتا یعنی منع کرنا فضول اور لغو ہے۔
> (عرف الجادی ص...)

ایک نظر (۲۴)

قادری صاحب کی بددیانتی، بدباطنی اور بزدلی

قادری صاحب نے اپنے چچیرے بھائی شیخ محمدؒ بن عبدالوہاب نجدی حنبلی المتوفی ۱۲۰۶ھ کے دعویٰ اِنَّ التَّرَاوِیحَ عِشْرُونَ رَکْعَۃً " بیشک تراویح بیس رکعات ہیں" کی خود کوئی دلیل پیش نہیں فرمائی۔ اور جو دلیل شیخ محمدؒ بن عبدالوہاب نجدی نے پیش کی ہے اسے شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں تاکہ اس کا ضعف ظاہر نہ ہو جائے۔

ع کچھ تو ہے جس کی یہ پردہ داری ہے

جس سے ان کی بددیانتی، بدباطنی اور بزدلی صاف ظاہر ہے۔

چنانچہ مشہور بریلوی رضاخانی مولوی الحاج ابوداؤد محمد صادق خطیب زینۃ المساجد، دارالسلام گوجرانوالہ نے فتاویٰ محمدؒ بن عبدالوہاب ص۹۵ کے حوالہ ہی سے لکھا ہے: بیشک

تراویح بیس رکعات ہیں۔"...... بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (حضرت ابی بن کعبؓ) کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔"

(بیس تراویح کا لاجواب بیان کالم ۳ سطر ۵۸، ۵۹)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ محمدؒ بن عبدالوہاب نجدی کے دعویٰ "بیشک تراویح بیس رکعات ہیں" کی دلیل مذکورہ روایت ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ ایک موقوف روایت بھی منقطع السند ہونے کی وجہ سے زبردست ضعیف ہے، اور صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم قادری صاحب کی دلیل نمبر ۴ کے رد میں مفصل بحث کر چکے ہیں۔

ایک نظر (۲۵)

بیس رکعات تراویح یا اس سے زیادہ سے منع نہ کرنا اس لحاظ سے ہو سکتا ہے کہ آٹھ رکعات تراویح کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی کو نفل سمجھ کر پڑھتا ہو جبکہ ایسا کوئی نہیں کرتا۔ بیس رکعات تراویح پڑھنے والا اسے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت خلفاء الراشدینؓ ہی سمجھتا ہے جو کہ بالکل غلط ہے، اور کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

رضاخانی اشتہار

۲۶۔ مفسر الوہابیہ وحید الزماں، واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ تراویح کی رکعت کی تعداد کے بارے میں، احادیث شریفہ جو آئی ہیں ان میں سے بیس رکعت تعداد والی حدیث شریف سب سے زیادہ صحیح اور ثابت ہے۔ (الفتح ... ۹۱ ...)

ایک نظر (۲۶)

ذیل میں علامہ وحید الزمانؒ حیدر آبادی المتوفی ۱۳۲۸ھ کی کتاب "المشرب الوردی من الفقہ المحمدی ج ۵، ص ۸۹ کی اصل فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے قادری صاحب کی زبردست

جہالت، سفید جھوٹ، بددیانتی اور بدباطنی صاف ظاہر ہو جائے گی۔

۸۹

قيامه من صام رمضان ايمانا واحتسابا المخرج من ذنوبه كيوم ولدته امه رواه احمد والنسائي وابن ماجة وقال في النيل
في بعض رجال اسناده مقال فالحديث من قام الخ المراد به قيام لياليه مصليا ويحصل بمطلق ما يصدق عليه القيام وليس من شرطه
استغراق جميع اوقات الليل الا اكثرها وقال النووي ان قيام رمضان يحصل بصلوة التراويح يعني انه يحصل بها المطلوب
من القيام لا ان قيام الليل لا يكون الا بها واغرب الكرماني فقال اتفقوا على ان المراد بقيام رمضان صلوة التراويح
ويحصل السنة بالصلوة فرادى وجماعة او منفردا او على امام واحد في البيوت او المسجد لوقوع ذلك كله في عهده صلى
الله صلعم كما استفاض النقل في ذلك وصح ولا يتعين لصلوة ليالي رمضان عدد معين ويستحب احدى عشرة
ركعة على امام واحد في المسجد لما لم يثبت عدد لصلوة رمضان اعني التراويح فلو وقع الاختلاف الكثير في ذلك
اي فيما وجد عمل الناس عليه بعد وفاة رسول الله صلعم فقيل ثلاث وعشرين ركعة اي كانوا يقومون بها في رمضان
في زمن عمر لما جمعهم على امام واحد وهو اثبت ما نقل كما رواه في الموطا وروي احدى وعشرين ركعة وروي ست
وثلثين ركعة وروي غير ذلك وقال الترمذي اكثر ما قيل انه يصلي احدى واربعين ركعة بركعة الوتر قال الحافظ
والجمع بين هذه الروايات ممكن باختلاف الاحوال ويحتمل ان ذلك الاختلاف بحسب تطويل القراءة وتخفيفها فحيث تطول
القراءة تقل الركعات وبالعكس وكلما … ذلك هو سبب الزيادة على الاحدى عشرة ركعة ولنا ما روي عن عائشة رض
قالت ما كان رسول الله صلعم يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة اخرجه الشيخان واخرج ابن حبان في
صحيحه من حديث جابر انه صلعم صلى بهم ثمان ركعات ثم اوتر … انه صلعم صلى اكثر من ذلك الا ما في
في بعض الروايات بالحاق الركعتين اللتين كان يفتتح بهما صلوته او الركعتين اللتين قبل الفجر …
وتتبع طرق الرواية والجمع بين ما صح عنه صلعم بنفسه ما ذكرناه فتتفق الروايات عن عائشة رض برواية ثلاث
عشرة ركعة وخمس عشرة ركعة اما كونها بالجماعة على امام واحد في المسجد فلما كان النبي صلعم قد خرج … ثم
عليهم خشية ان تفرض … ذلك شفقة على امته … لا … بنفسه … والجماعة لصلوة التراويح
او قيام ليالي رمضان سنة ثابتة عن رسول الله صلعم كما عرفت والخليفة الثاني قد جمعهم على ذلك …
وقد مضى على ذلك عمل المسلمين المستمر … الاحناف والشافعية ثلاث وعشرين
ركعتها الوتر ثلاث والعشرين تراويح لكن الاحناف يصلون الوتر ثلاث متصلة بتشهدين كصلوة المغرب
ويقنتون في الثالثة قبل الركوع والشافعية يصلونها بتسليمتين ولا يقنتون الا في النصف الاخير من رمضان
في الثالثة بعد الركوع فتمسكوا بما روى ابن ابي شيبة عن ابن عباس ان النبي صلعم صلى عشرين ركعة والوتر

المشرب الوردي من الفقه المحمدي ج ۵ ص ۸۹ کا فوٹو

تقاسته مشيئة لا يعلم الا حتجاج وقيام رمضان حصل بالكل لكنه قد صدر ان يداوم عليه صلعم هو المختار.

فيما نعتقد لكن من العجب العجيب ان بعض المتفقهة يرون الصلوة على غير طهارة من مذهبهم من اقرب الامور حتى اني رأيت بعض الجهلة من الاحناف يتبرأ من احدى عشرة ركعة ويؤذي من يفعلها ولا يعرف ان لا سبب الا الجهل والتعصب للمذهب فان كان الثاني فهو معاندة لسنة النبي صلعم ولا يخفى ما يترتب على معاندة ومعاداة لسنة النبي صلعم ويخشى على صاحبها الكفر ولا حول ولا قوة الا بالله ومن العجائب ما ذكره بعض الاحناف لتعيين العشرين حكمته مساواة المكمل للمكمل وامثال هذه الحكم لا تجري في مسائل الشرع بل هي لا تزيد الا الوساوس والهواجس منشأها اعتيادة التقليد على الابصار والقلوب.

باب ادراك الفريضة

ومن كان في اثناء صلوة مكتوبة ثم اقيمت دخل مع القوم على ما كان عليه فاذا انقضت صلوته فهو بالخيار ان شاء يسلم او يبقى جالسا اتشهد به ينتظر ليسلم مع الامام وقالت الشافعية لان النبي صلعم لما خرج في مرضه وهو يصلي خلف الصديق تقدم وصلى بهم بعد ان يقضوا صلوتهم وصح انه لم يتم ثم خرج من الصلوة فقتل وهم وقوف في الصلوة ثم حج دراسه يقطع من الا وفضل بهم على المختلاف في الرواية وقد تقدمت على كل تقدير فقد دلت السنة على ان انتقال الشخص في اثناء صلوته او في اثناء صلوة الامام صحيح وسواء في ذلك صلوة الامن والخوف وقد تقدم لنا الكلام في ذلك وقالت الاحناف من صلى ركعة من الظهر ثم اقيمت يصلي اخرى ثم يدخل مع القوم وان لم يقيد الاولى بالسجدة يقطع ويشرع مع الامام وان كان قد صلى ثلثا من الظهر يتمها واذا اتمها يدخل مع القوم والذي يصلي معهم نافلة ولا ندري ما دليلهم على ذلك كله وقولهم لانه محل الرفض اذ القطع للاكمال يقال عليه الموجب للرفض القطع وهل على ذلك دليل شرعي ولمن يدخل ويشترك مع الجماعة على ما نته في صلوته بين ان ان يقطعها او يفسدها لاكمال بحال ولا تبطلوا اعمالكم اليس تنفسه اولى ولا سيما وقد دلت السنة على جواز الاستمرار. كما تقدم التكلم على ذلك اما قولهم ان الثانية تكون له نافلة فذلك صحيح كما تقدم ذلك في قصة الرجلين اللذين قال لهما صلعم لا تفعلا اذا صليتما في رحالكما ثم اتيتما صلوة الجماعة فصليا الا انه ما قيل الثانية بمجرد تعيين مع القوم ولا تمها ثم لا يصلي مع الامام قالوا لان التنفل بعد العصر مكروه وكذا العصر لان المعادة بالثلاث مكروه وكذا قالوا هذا لان الاحاديث الصحيحة بل صريحها ترجع ما ذكره من الرأي في هذه المسائل فتامل قال

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ صاحبؒ وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے مختلف ادوار میں نماز تراویح کے بارے میں لوگوں کے عمل میں جو اختلاف پایا گیا ہے اس کا ذکر فرمارہے ہیں جس میں **ایک قول** وتر سمیت تیئس رکعات کا ہے، جس کی دلیل موطا امام مالکؒ کی یزید بن رومان والی روایت پیش کی جاتی ہے جسے ھُوَ اَثْبَتُ کہا جاتا ہے۔

دوسرا قول اکیس رکعات کا ہے۔ **تیسرا قول** چھتیس رکعات کا ہے۔ اور **چوتھا قول** اکتالیس رکعات کا ہے۔ جیسا کہ امام ترمذیؒ نے کہا ہے۔

خود علامہ وحید الزمانؒ حیدر آبادی کا اپنا قول یہ ہے

(۱) وَتُسْتَحَبُّ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً وَعَلٰی اِمَامٍ وَاحِدٍ فِی الْمَسْجِدِ۔ "یعنی مسجد میں ایک امام کے پیچھے گیارہ رکعات تراویح پڑھنی مستحب ہیں"۔ اور آگے اس کی دلیل اس طرح پیش کی ہے۔ وَلَنَا مَارُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ وَاَخْرَجَ اِبْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمْ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ انتھی۔ یعنی ہم اس پر عمل پیرا ہیں جو بخاری و مسلم کی روایت، عائشہ صدیقہؓ اور صحیح ابن حبان کی روایت جابرؓ میں وتر سمیت گیارہ رکعات مذکور ہیں۔

(۲) اور بیس رکعات تراویح والی روایت ابن عباسؓ کے متعلق واضح الفاظ میں فرمادیا ہے۔ قُلْنَا سَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ لَا یَصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ۔

(المشرب الوردی ج ۱ ص ۹۵)

یعنی ہم نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے، اس لیے قابلِ حجت نہیں ہے۔

خلاصۃ المرام

علامہ وحید الزمان حیدر آبادی کے مذکورہ تین وتر سمیت گیارہ رکعات تراویح کی سنیت اور بیس رکعات کے ضعیف ہونے کے موقف کو شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر جانا قادری صاحب کی زبردست بد دیانتی اور بد باطنی ہے۔ جو ان کی مقلدانہ پرانی روش ہے۔ اور

فَقِیلَ ثَلَاثَۃٌ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً اَیْ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ بِھَا فِیْ رَمَضَانَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَھُمْ عَلٰی اِمَامٍ وَّاحِدٍ وَھُوَ اَثْبَتُ مَا نُقِلَ کَمَا رَوَاہُ فِی الْمُوَطَّا عبارت کو علامہ صاحب کا فیصلہ قرار دینا قادری صاحب کی پرلے درجے کی جہالت اور زبردست سفید جھوٹ ہے۔

جھوٹے کے منہ میں ....!

قادری صاحب نے اپنی کتاب مرزا قادیانی کی حقیقت کے صـ۱۶ پر اپنے پیر بھائی مرزا غلام احمد حنفی قادیانی کی کتاب حقیقۃ الوحی صـ۲۰۶ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔" اور صـ۱۵ پر بحوالہ حاشیہ نمبر ۳ اربعین صـ۲۴ لکھا ہے کہ "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" ہم نے قادری صاحب کا علامہ وحید الزمان حیدر آبادی کے متعلق زبردست سفید جھوٹ ظاہر کر دیا ہے۔ اب وہ سوچ سمجھ کر خود ہی جو چاہیں پسند فرمالیں۔

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اور باقی جو موطا امام مالکؒ کی یزید بن رومان والی روایت کو ھُوَ اَثْبَتُ کہا گیا ہے۔ سو اس روایت کو قادری صاحب اپنی مستقل دلیل نمبر ۲ کے تحت پیش کر چکے ہیں۔ جس پر ہم نے بھی مفصل بحث کی ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

قادری صاحب کی بد باطنی

اگلے صفحہ پر ہم علامہ وحید الزماں حیدر آبادیؒ کی محولہ کتاب "المشرب الوردی من الفقہ المحمدی" کے صفحہ ۷۹ کی بھی اصل فوٹو پیش کر رہے ہیں۔ جس کی سطر نمبر ۱۸ تا نمبر ۲۱ کا مطالعہ کرنے سے علامہ صاحبؒ کے متعلق قادری صاحب کی بد دیانتی، بد باطنی اور زبردست سفید جھوٹ میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اہلحدیث امرتسر — ۱۳ — [illegible]

فتاویٰ

[illegible]

المسجد يجلسون شوية ثم يقومون ويصلون تحية المسجد فهو جهل صريح ومخالفة لامر النبي صلعم اعاذنا الله منها و
على العلماء النهي عن ذلك والاستغفار فعليه حديث جابر بن عبد الله قال كان رسول الله صلعم يعلمنا الاستخارة في الامور
كلها كما يعلمنا السورة من القرآن يقول اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم اني استخيرك
بعلمك واستقدرك بقدرتك واسألك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم
ان كنت تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري او قال عاجل امري وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي
فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري او قال عاجل امري وآجله فاصرفه عني واصرفني
عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به قال ويسمي حاجته قال في المنتقى رواه الجماعة الا مسلما قال في النيل الحديث
مع كونه في صحيح البخاري ومع تصحيح الترمذي وابي حاتم قد ضعفه الامام احمد بن حنبل وقال ان حديث عبد الرحمن بن
ابي الموال يعني الذي اخرجه هؤلاء الجماعة من طريقه منكر في الاستخارة قال وقد رواه غير واحد من الصحابة وقد
وثق عبد الرحمن المذكور جمهور اهل العلم فقال الامام احمد بن حنبل وابو زرعة وابو حاتم لا باس به اي لا باس بحديثه
فتحسينه ولعل حديث الاستخارة فقد عرفت ما قال فيه عليه فطفقه فيما تراه من باب نقل متون الاحاديث وهذا
لا يعرف الا بكثرة الممارسة وهو من دقائق علوم الحديث وكمال الفقاهة لكن من قد اهتم بتصحيح حديث الاستخارة
هم الخواص الكمل وهم اكابر ائمة هذا الفن وما ذكره الامام احمد مع قوله ان الرجل لا باس به لا يمكن تقديمه مطلقا
على كل قول بعد التحقيق والتمحيص لا سيما وقد وجد ما يعضد رواية عبد الرحمن فالحديث بشواهده حسن صحيح فيما
نختار وقد روي عن غير واحد من الصحابة والله اعلم قال في الحجة وعندي ان اكثار الاستخارة في الامور ترياق مجرب
لتحصيل شبه الملائكة وضبط النبي صلعم آدابها ودعائها فشرع ركعتين وعلم اللهم اني استخيرك قلت لم يثبت من
الانواع المستحسنة عند اهل السنة الا هذا النوع المذكور في حديث جابر والامامية اكثر الناس استخارة فقد وردوا انواعا
طرقا اخرى عن ائمة اهل البيت فبعضهم يتخير بالسبحة وبعضهم بالرقاع والله اعلم بصحتها وصلوة التراويح في
رمضان ثمان ركعات ومع الوتر احدى عشرة ركعة ولم يثبت عدد العشرين عن النبي صلعم بالسند الصحيح ثم التراويح
هي التهجد في غير رمضان ولم ينقل انه صلعم صلى التهجد بعد التراويح ولهذا الافضل ان يصلي التراويح في آخر
الليل سيجيء ذكرها فيما بعد وركعتان بين كل اذان واقامة لحديث بين كل اذانين صلوة قال ذلك ثلاث مرات
ثم قال في الثالثة لمن شاء وهو حديث صحيح ومعنى الاذانين الاذان والاقامة تغليبا كما يقال القمرين للشمس والقمر
ويدل الحديث بمدلوله الفقهاء ان يصلي قبل العشاء ركعتين او اربع ركعات ومن قال من اصحابنا انه بدعة

المشرب الوردي ص ٧٩ کا فوٹو

رضاخانی اشتہار

۲۷۔ سردار الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری بھی معترف ہیں کہ بیس رکعت تراویح پڑھنے والوں کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں۔ ایسے امور میں اختلاف حرام ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء)

ایک نظر (۲۷)

اس پرچہ ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ص۱۳ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء سے سوال اور جواب کی پوری عبارت پیش کرتے ہیں۔ جس سے قادری صاحب کی بددیانتی اور بدباطنی صاف ظاہر ہو جائے گی۔

(س۔۴) یہاں احناف کی مسجد میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی جاتی ہے۔ زید، عمرو بکر، تینوں اہلحدیث ہیں۔ اور مسجد نہ ہونے کے باعث مجبوراً اس مسجد میں نماز تراویح پڑھنے جاتے ہیں۔ اور زید صرف آٹھ ہی رکعت نماز تراویح پڑھ کر چلا آتا ہے۔ اور عمرو آٹھ رکعت تراویح اور بارہ رکعت نفل سمجھ کر بیس رکعت پڑھ لیتا ہے۔ اور بکر بیس رکعت تراویح نماز ہی سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اور یہ تینوں ایک دوسرے کو خلافِ سنتِ نبوی اور اپنے آپ کو زیادہ ثواب کا حقدار جانتے ہیں۔ جواب طلب ہے کہ کون صاحب ثواب کے زیادہ مستحق اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کرتے ہیں۔

(شہادت علی سوداگر گیاوی)

ج۔۴۔ آٹھ تراویح مسنون ہیں۔ باقی نوافل سمجھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ جو شخص آٹھ پڑھ کر چلا جاتا ہے وہ بھی برا نہیں کرتا۔ بیس تراویح مسنون نہیں ہیں۔ مگر اس امر میں ایک دوسرے کو خلافِ سنت کہنا بھی اچھا نہیں۔ ایسے امور میں آپس اختلاف (فساد) حرام ہے۔

قادری صاحب کی زبردست بددیانتی

یہودیانہ تحریف اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ

ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر کے مذکورہ فتویٰ کی پوری عبارت سے اظہر من الشمس ہے کہ اس میں قادری صاحب فتویٰ کی مذکورہ عبارت میں سے

- آٹھ تراویح مسنون ہیں باقی نوافل سمجھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں
- جو شخص آٹھ پڑھ کر چلا جاتا ہے، وہ بھی برا نہیں کرتا۔
- بیس تراویح مسنون نہیں ہیں۔

تینوں باتوں کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیا۔ جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ہاضمہ بڑا قوی ہے۔ یہ زبردست بددیانتی اور بدباطنی ہے

اور باقی "مگر اس امر (یعنی مسجد اہلحدیث نہ ہونے کے باعث مجبوراً بیس رکعات پڑھنے والے امام کی اقتداء میں بیس رکعات پڑھنے میں اہلحدیث کا آپس میں) ایک دوسرے کو خلاف سنت کہنا بھی اچھا نہیں۔ ایسے امور میں اختلاف (فساد) حرام ہے۔" کا یہ مطلب کشید کرنا کہ بیس رکعات تراویح پڑھنے والوں کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں ایسے امور میں اختلاف حرام ہے۔" یہودیانہ تحریف اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ ہے۔ جو قادری صاحب کا محبوب ترین مشغلہ ہے اور اس میں وہ مہارت تامہ رکھتے ہیں۔

سوال کی عبارت میں مسجد اہل حدیث نہ ہونے کے باعث مجبوراً کے الفاظ، اور ایسے امور (کسی اہلحدیث کا مجبوراً بیس رکعات پڑھانے والے امام کے پیچھے بیس رکعات پڑھنا) سے اہلحدیث کا آپس میں اختلاف و فساد حرام ہے۔ کے الفاظ روز روشن کی طرح عیاں ہیں جن کی موجودگی میں قادری صاحب کا اپنا من پسند مطلب کشید کرنے کی جسارت بڑی ڈھٹائی۔ اور بے شرمی ہے۔ ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں دیکھے ہیں مگر

رضاخانی اشتہار

وہابیوں کا چیلنج قبول :- ۱- حضرت ابن جوزی علیہ الرحمۃ (جو آج سے آٹھ سو سال پہلے کے عظیم المرتبت نامور محدث ہیں جن کو اکابر وہابیہ نے اپنے اصحاب اور بزرگوں میں سے تسلیم کیا ہے بلکہ اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہے) نے تراویح کا باب باندھ کر صرف یہی ایک حدیث درج فرمائی ہے جس کے راوی جلیل المرتبت صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (جو کہ امام المفسرین بھی ہیں) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ ۔ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے (کتاب الوفا صفحہ ۵۰۰ جلد ۲ مطبوعہ مصر) یہ حدیث شریف اس مستند کتاب میں درج ہے جس کا حوالہ ان وہابیوں کے روحانی دادا مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے مرزائیوں کے رد میں لکھی ہوئی کتاب شہادۃ القرآن ج ۲ ص ۱۲۹ میں درج کیا ہے ہم اسی کتاب کا حوالہ ان وہابیوں کے رد میں پیش کیا ہے

ایک نظر (۲۸)

قادری صاحب کی بے وقوفی اور گیدڑ بھبکی

ناظرین وقارئین حضرات! قادری صاحب کا قائم کردہ عنوان " وہابیوں کا چیلنج قبول " ملاحظہ فرمائیں، اور اس کے ذیل میں ان کی تحریر کردہ آٹھ سطری عبارت بھی پڑھ لیں، اور انصاف سے بتائیں کہ

قادری صاحب نے کن وہابیوں کا چیلنج قبول کیا ہے؟ اور وہ چیلنج کیا ہے؟
اس کے الفاظ کیا ہیں؟ اور قادری صاحب نے کیا قبول کیا ہے؟ کیا یہ قادری
صاحب کی بے وقوفی، حواس باختگی اور گیدڑ بھبکی نہیں ہے؟

ے جاہل اور بے وقوف دنیا میں دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے وقوفی آپ کی

اور باقی جو (حضرت عبداللہ بن عباس والی) روایت کتاب الوفا ج ۲ ص ۵۰۰ کے حوالہ سے

پیش کی گئی ہے، یہ قادری صاحب پہلے بھی دو مرتبہ دلیل نمبر ۱۱ اور نمبر ۱۵ کے تحت پیش کر چکے ہیں اور اب پھر اپنی ہٹ دھرمی ظاہر کر رہے ہیں۔ سو یہ روایت زبردست ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ قادری صاحب کی دلیل نمبر ۱ کے رد میں مفصل گزر چکا ہے۔

اور مفسرِ قرآن، فاتح مرزائیت، علامہ مولانا

حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

المتوفی ۱۳۷۵ھ

نے ردِ مرزائیت پر اپنی لاجواب کتاب "شہادۃ القرآن" ج ۱ ص ۲۱۹ میں مشہور امام عبدالرحمٰنؒ بن جوزیؒ[1] کی کتاب الوفا سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو حدیث مرزائیوں کے رد میں پیش کی ہے وہ صحیح ہے۔ اس کی سند پر مرزائیوں نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اور جو روایت قادری صاحب پیش کر رہے ہیں یہ تو محدثین عظامؒ کے علاوہ اکابرین احناف کرامؒ کے نزدیک بھی انتہائی ضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ اگر قادری صاحب بھی مفسرِ قرآن علامہ حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی طرح صحیح حدیث پیش کرتے (جو کہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے) تو ہمیں زیرِ نظر مدافعانہ کاروائی کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں

---

[1] المتوفی ۵۹۷ھ

رضاخانی اشتہار

وھابیوں کو چیلنج

ہم نے جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صرف ماہِ رمضان شریف میں بیس رکعت پڑھنے کی حدیث واضح کی ہے۔ اسی طرح وہابی حضرات صرف رمضان شریف کے مہینہ میں آٹھ تراویح پڑھنے کی حدیث پیش کریں۔

انشاءاللہ قیامت تک پیش نہ کر سکیں گے۔

لہٰذا وہابیوں سے بیس ہزار روپیہ ۲۰۰۰۰

انعام وصول کرنے کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں!

شائع کردہ

انجمن فدایانِ اہلسنت سیالکوٹ شہر

ایک نظر (۲۹)

قادری صاحب کا چیلنج منظور ہے

قادری صاحب نے "وہابیوں کو چیلنج" کے زیرِ عنوان دو باتیں ارشاد فرمائی ہیں:

(۱) ہم نے جس طرح رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ماہِ رمضان شریف میں بیس رکعت پڑھنے کی حدیث واضح کی ہے۔

(۲) اسی طرح وہابی حضرات صرف رمضان شریف کے مہینہ میں آٹھ تراویح پڑھنے کی حدیث پیش کریں۔

سو واضح ہو کہ قادری صاحب کی بیس رکعت تراویح والی پیش کردہ حدیث محدثین عظام کے علاوہ اکابرینِ احناف کرامؒ کے نزدیک بھی انتہائی ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ رضاخانی اشتہار کی دلیل ۱ کے جواب میں مفصل گزر چکا ہے۔ شاید اسی لیے قادری صاحب اپنی پیش کردہ حدیث کے صحیح الاسناد ہونے کا ذمہ نہیں اٹھا رہے۔

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

صرف "حدیث واضح کی ہے" کے الفاظ پر اکتفا کر رہے ہیں۔

قادری صاحب! کیا یہ ناواقف عوام کی آنکھوں میں دھول ڈال کر انہیں گمراہ کرنے کی شرمناک جسارت اور مکاری نہیں ہے؟

~ مجھ میں یہ وصف ہے کہ واقف ہوں تیرے بھیدوں کا
تجھ میں دو عیب ہیں کذاب بھی ہے اور مکار بھی:

اور باقی جو وہابیوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں آٹھ رکعات تراویح پڑھنے کی حدیث پیش کرنے کا چیلنج کیا ہے وہ ہمیں منظور ہے۔

قادری سمیت دنیا بھر کے تمام بریلوی رضاخانی مولوی صاحبان کان کھول کر سن لیں، اور آنکھیں کھول کر دیکھ لیں کہ: "تین وتر سمیت گیارہ رکعات نماز تراویح سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ جو کہ زیرِ نظر کتابچہ "رضاخانی اشتہار پر ایک نظر" کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہے۔

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ط (الآیۃ سورۃ البقرۃ ۱۳۰)

حاصل کلام

قارئین وناظرین حضرات! آپ نے قادری صاحب کی بیس رکعات نماز تراویح پر پیش کردہ ستائیس دلیلوں کے جوابات میں واضح ٹھوس مسکت اور علمی دلائل و براہین ملاحظہ فرمالئے ہیں جن میں قادری صاحب کی سترہ جہالتیں، چودہ بددیانتیاں اور چھ عدد سفید جھوٹ صاف ظاہر ہو چکے ہیں جو مختصر طور پر حسب ذیل ہیں۔

قادری صاحب کی جہالتیں

(۱) قادری صاحب نے اپنے اشتہار کی دلیل نمبر۱ میں محولہ کتاب مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ فِی اَیَّامِ السَّنَۃِ کا نام غلط لکھا ہے جو ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۲) دلیل نمبر۲ میں امام ابوالقاسم عبدالکریمؒ بن محمدؒ بن عبدالکریم الرافعی المتوفیٰ ۶۲۳ھ کے قول کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے دیا ہے۔

(۳) دلیل نمبر۴ میں امام مالکؒ المتوفیٰ ۱۷۹ھ کا حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرنا نقل کیا۔

(۴) دلیل نمبر۵ میں آثار السنن کے حاشیہ (التعلیق الحسن کی عبارت کو) آثار السنن کا متن قرار دے دیا ہے۔

(۵) دلیل نمبر۶ میں مادوی کی اصطلاح محدثین سے بے خبری۔

(۶) دلیل نمبر۸ میں ثابت کرنا تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں بیس رکعات نماز تراویح کا اہتمام تھا۔ جبکہ مذکورہ عبارت میں اس کا نام و نشان تک نہیں۔

(۷) دلیل نمبر۱۰ میں وہی یزید بن خصیفہؒ والی شاذ روایت جو پہلے دلیل نمبر۳ اور ۸ میں پیش کی وہی پھر لکھ ماری۔

(۸) دلیل نمبر ۱۱ میں حضرت عطاءؒ کا دو سو صحابۂ کرام کی زیارت کرنا محولہ کتاب کے مذکورہ صفحہ پر ہرگز نہیں ہے۔

(۹) دلیل نمبر ۱۲ میں وہی ترمذی شریف والا حوالہ جو پہلے دلیل نمبر ۶ کے تحت پیش کیا تھا، ناواقف عوام کے سامنے دلیلوں کی تعداد بڑھانے کے لیئے دوبارہ پھر لکھ دیا۔

(۱۰) دلیل نمبر ۱۳ میں اعمشؒ (جو ۶۱ھ میں پیدا ہوئے) کا حضرت عبداللہ بن مسعود المتوفی ۳۲ھ سے روایت کرنا لکھ دیا۔

(۱۱) دلیل نمبر ۱۴ میں ابن حجر ہیثمیؒ المتوفی ۹۷۵ھ کے قول کو شارح بخاری شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ کا قول قرار دے دیا۔

(۱۲) دلیل نمبر ۱۵ میں انتہائی ضعیف روایت ابن عباسؓ کو ناواقف عوام کے سامنے دلیلوں کی تعداد بڑھانے کے لیئے پھر دوبارہ پیش کر دیا۔

(۱۳) دلیل نمبر ۲۱ میں لکھا کہ امام بیہقیؒ (جو ۳۸۴ھ میں پیدا ہوتے) حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیس رکعات تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے۔

(۱۴) دلیل نمبر ۲۲ میں شیخ عبدالحق حنفیؒ دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ کی تصنیف ماثبت من السنۃ کا نام پھر غلط لکھ دیا۔

(۱۵) دلیل نمبر ۲۳ میں حضرات صحابہ کرامؓ، محدثین عظامؒ اور اکابرین احناف کرامؒ کو سراسر آنکھوں میں دھول ڈال کر عوام کو گمراہ کرنے والے قرار دیا۔

(۱۶) دلیل نمبر ۲۶ میں المشرب الوردی کی عبارت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

(۱۷) وہابیوں کو چیلنج کے زیر عنوان نہ خود صحیح، غیر مجروح حدیث پیش کی، اور نہ ہی اہلحدیث سے صحیح حدیث کا مطالبہ کیا۔

www.ircpk.com

قادری صاحب کی بددیانتیاں

① قادری صاحب نے دلیل نمبر ۱ میں ماثبت من السنۃ کی عبارت نقل کرنے میں زبردست بددیانتی کی ہے۔ عبارت کے جس حصہ میں روایت ابن عباسؓ کا زبردست ضعف بیان کیا گیا ہے اسے شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صحیح حدیث سے چشم پوشی کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا۔

② دلیل نمبر ۱ میں سنن کبریٰ بیہقی کی عبارت میں دو بددیانتیاں، فِی غَیْرِ جَمَاعَۃٍ اور تفرّد بہ ابوشیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی وھو ضعیف کو گیارہویں شریف کا حلوہ سمجھ کر کھا گئے۔

③ دلیل نمبر ۱ میں فتاویٰ عزیزی کی عبارت میں بھی فِی غَیْرِ جَمَاعَۃٍ اور امام بیہقی ایں روایت را تضعیف نمودہ بآنکہ راوی ایں حدیث جد ابوبکر ابن ابوشیبہ است کو بھی ہضم کر گئے۔

④ معجم طبرانی کی جلد اور صفحہ نہ بتایا تاکہ اس کا ضعف ظاہر نہ ہو جائے۔

⑤ دلیل نمبر ۳ میں سنن کبریٰ بیہقی ص۴۹۶ ج۲ باب مَا رُوِیَ فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان سے یزید بن خصیفہؒ کی مجروح اور شاذ روایت تو ذکر کر دی، جبکہ اسی کتاب کے مذکورہ باب اور صفحہ پہ بسندِ صحیح روایت عائشہ صدیقہؓ اور متصل السند صحیح روایت سائبؓ بن یزید جس میں گیارہ رکعات کا فاروقیؓ حکم موجود ہے سے چشم پوشی کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا۔

⑥ دلیل نمبر ۵ میں کنز العمال سے منقطع السند وضعیف اثر تو درج کر دیا، متصل السند صحیح روایت جس میں حضرت عمر فاروقؓ اُبَیّ بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا، سے چشم پوشی فرما کر بددیانتی کی۔

⑦ دلیل نمبر ۶ میں امام ترمذیؒ کے قول کی پوری عبارت پیش نہ کی، اور قولِ ترمذیؒ کو حدیث کے طور پر پیش کیا گیا۔

⑧ دلیل نمبر ۷ میں موطا امام مالکؒ سے یزیدؒ بن رومانؒ والا منقطع السند ضعیف اثر تو پیش کر دیا۔ اس کے ساتھ والی متصل السند صحیح روایت سے چشم پوشی کر کے بد دیانتی کا ارتکاب کیا۔

⑨ دلیل نمبر ۹ میں سنن کبریٰ بیہقی سے حضرت علیؓ والی ضعیف روایت تو لکھ دی جبکہ اسی کتاب کے مذکورہ باب میں گیارہ رکعات والی صحیح احادیث کو نظر انداز کر دیا۔

⑩ دلیل نمبر ۱۴ میں مرقاۃ اور فتاویٰ عبدالحی حنفیؒ لکھنوی کی عبارت میں اول و آخر زبردست بد دیانتی اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ کی

⑪ دلیل نمبر ۲۱ میں فتح القدیر کے حوالہ سے یزیدؒ بن خصیفہؒ کی شاذ روایت تو پیش کر دی، آگے جو امام ابنِ ہمامؒ حنفی کا فیصلہ فتحصّل مِن ھٰذا الخ تھا۔ سے چشم پوشی فرما کر بد دیانتی کی۔

⑫ دلیل نمبر ۲۲ میں فتاویٰ محمدؒ بن عبدالوہاب نجدی میں مذکور عبارت "اِنَّ التَّراوِیحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً" کی دلیل بالکل ظاہر نہ کی۔ کیونکہ وہ زبردست ضعیف تھی۔

⑬ دلیل نمبر ۲۶ میں المشرب الوردی کے محولہ صفحہ پر علامہ وحید الزمان حیدر آبادیؒ کے فیصلہ کو چھپا کر بد دیانتی کی۔ نیز المشرب الوردی کے ص ۷۹ سطر نمبر ۱۸ تا ۲۱ سے بھی چشم پوشی کر کے بد دیانتی کا ارتکاب کیا۔

⑭ دلیل نمبر ۲۷ میں مولانا ثناء اللہؒ کے فتویٰ کی پوری عبارت نقل نہ کی بلکہ اس میں ظالمانہ کانٹ چھانٹ اور بد دیانتی سے کام لیا۔

قادری صاحب کے سفید جھوٹ

(۱) قادری صاحب نے اپنے اشتہار کی دلیل نمبر ۲ میں امام رافعیؒ کے قول "انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعۃ لیلتین یعنی بے شک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے لوگوں کو دو راتوں میں بیس بیس (تراویح) پڑھائیں" کو حدیث رسول قرار دیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم ہے۔ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو اسے آپ کے ذمے لگانا کتنا بڑا جرم ہے؟ اور اس کی سزا کیا ہے؟ قادری صاحب اس سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ہمیں اس پر اظہارِ خیال کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) دلیل نمبر ۵ میں مذکورہ روایت پر آثار السنن ج ۲ ص ۵۵ کا حوالہ دیا جو سولہ آنے غلط اور سو فیصدی سفید جھوٹ ہے۔

(۳) دلیل نمبر ۱۱ میں مصنف ابن ابی شیبہ اور قیام اللیل ص ۹۱ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:
حضرت عطاء تابعیؒ جنہوں نے دو سو صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے۔ جبکہ محولہ کتب میں مذکورہ مقام پر ایسی کوئی بات نہیں۔

(۴) دلیل نمبر ۱۴ میں ابن حجر ہیثمیؒ المتوفی ۹۷۵ھ کا قول ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ کے ذمہ لگا دیا جو سولہ آنے غلط اور سو فیصدی سفید جھوٹ ہے۔

(۵) دلیل نمبر ۲۱ میں امام بیہقیؒ کے ذمے یہ بات لگائی ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بیس رکعات تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے، حالانکہ ایسا ناممکن ہے۔

(۶) دلیل نمبر ۲۶ میں یزید بن رومانؒ والی بیس رکعت تراویح والی روایت کے متعلق سب سے

زیادہ صحیح اور ثابت ہے کا قول علامہ وحید الزمان حیدر آبادیؒ کے ذمے لگایا۔ حالانکہ انہوں نے اسے لفظ قیل سے لکھا ہے۔ اور اپنا فیصلہ اس کے برعکس بسند صحیح وتر سمیت گیارہ رکعات سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ارشاد فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ قادری صاحب اپنے دعوٰی (موقف) "حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیس رکعات تراویح پڑھنے کا ثبوت" (ہر سہ میں سے کسی ایک پر بھی) کوئی ایک صحیح غیر مجروح حدیث پیش نہیں کر سکے بلکہ انتہائی ضعیف روایت، شاذ اور منقطع السند ضعیف آثار پیش کیے ہیں اور اکابرین کی عبارات (میں تحریف اور ظالمانہ کانٹ چھانٹ کر کے ان) کا سہارا بھی لیا ہے۔ جو ان کے لیے بالکل غیر مفید ثابت ہوا ہے۔

تمہارے رازِ سربستہ کو طشت از بام کرتا ہے
ہمارے ضبط کا ناقابلِ اظہار ہو جانا

اس کے برعکس ہم نے ہادیٔ کائنات، امام الانبیاء، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین وتر سمیت گیارہ رکعات نماز تراویح پڑھنے کا واضح ثبوت صحیح غیر مجروح حدیث سے پیش کر دیا ہے۔

نیز امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو وتر سمیت گیارہ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم بھی متصل السند صحیح حدیث سے واضح کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو غلط بے بنیاد اور خود ساختہ راستوں سے محفوظ رکھے۔ اور انتہائی ضعیف حدیث اور منقطع السند ضعیف آثار کے مقابلہ میں صحیح غیر مجروح حدیث اور متصل السند

صحیح آثار پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ مُتَّبِعِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اٰمِيْن ۝

احقر الناس

عبد الغفور اثری

شعبان ۱۴۱۲ھ

فروری ۱۹۹۲ء

٤٢	احیاء العلوم	امام محمدؒ بن محمدؒ غزالی	المتوفّٰی ۵۰۵ھ
٤٣	غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	″ ۵٦۱ھ
٤٤	فقہ السنۃ	علامہ السید سابقؒ	″ ھ
٤٥	عرف الجادی	مولانا نورالحسنؒ خان بھوپالویؒ	″ ھ
٤٦	التعلیق الحسن	علامہ ظہیر احسنؒ نیموی حنفی	″ ھ
٤٧	شہادت القرآن	علامہ حافظ محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی	″ ۱۳۷۵ھ
٤٨	فتاوی محمد بن عبدالوہاب	امام محمدؒ بن عبدالوہاب نجدی	″ ۱۲۰٦ھ
٤٩	المشرب الوردی	علامہ وحید الزمانؒ حیدرآبادی	″ ۱۳۳۸ھ
٥٠	ماثبت من السنۃ	شیخ عبدالحق حنفی دہلویؒ	″ ۱۰۵۲ھ
٥١	مانعم علی الامۃ	مفتی معین الدین حنفی نعیمی	″ ھ
٥٢	ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر	شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	″ ۱۳٦۷ھ
٥٣	الحاوی للفتاوی	امام عبدالرحمنؒ بن ابی بکرؒ سیوطی	″ ۹۱۱ھ
٥٤	المصابیح فی صلوۃ التراویح	امام عبدالرحمنؒ بن ابی بکرؒ سیوطی۔	″ ۹۱۱ھ
٥٥	مجموعہ فتاوی عزیزی	شاہ عبدالعزیز حنفی دہلویؒ	″ ۱۳۳۹ھ
٥٦	مجموعہ فتاوی عبدالحی	علامہ عبدالحی حنفی لکھنویؒ	″ ۱۳۰۴ھ
٥٧	حقیقت الوحی	مرزا غلام احمد حنفی قادیانی۔	″ ۱۳۲٦ھ
٥٨	اربعین	مرزا غلام احمد حنفی قادیانی۔	″ ۱۳۲٦ھ
٥٩	ختم نبوت	مولانا محمد بشیر حنفی بریلوی کوٹلوی۔	
٦٠	مرزا قادیانی کی حقیقت	مولانا محمد ضیاء اللہ حنفی قادری بریلوی۔	
٦١	بیس تراویح کا لاجواب بیان	مولوی ابوداؤد محمد صادق حنفی بریلوی۔	
٦٢	بیس رکعات تراویح پڑھنے کا ثبوت	مولانا محمد ضیاء اللہ حنفی قادری	

مولانا عبد الغفور اثری کی

علمی و تحقیقی تصانیف

حنفیت اور مرزائیت

جو ۹ ابواب پر مشتمل ہے

- مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا، غیر مقلد وہابی اہلحدیث یا حنفی المذہب مقلد؟
- حکیم نور الدین بھیروی کون تھا، غیر مقلد وہابی اہلحدیث یا حنفی المذہب مقلد؟
- مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے لیے میدان کس نے ہموار کیا؟
- غیر تشریعی اُمتی نبی اور مثلِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بننے کے لیے چور دروازے
- کلمہ طیبہ میں تحریف لفظی و منصبی اور رسالتِ جدیدہ کا نعرہ
- مولوی احمد رضا خان بریلوی نے مرزا قادیانی کے ساتھ مناظرہ یا مباہلہ کیوں نہ کیا؟
- مرزائیت اور بریلویت کے عقائد و نظریات میں یکسانیت
- کیا وہابیوں اور مرزائیوں کے عقائد و اعمال میں بڑی یکسانیت ہے؟
- پانچ روایتوں کی تحقیق۔

- ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟
- رضاخانی اشتہار پر ایک نظر
- علماء اہلحدیث کے نام کھلے خط کا جواب
- تحفۂ رمضان
- اصلی اہل سنت
- ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق

اہلحدیث یوتھ فورس محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ

www.ircpk.com
www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net